REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خلافت نمبر

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۵　　شمارہ ۲۱

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقا پوری
نائب ایڈیٹر
جاوید اقبال اختر
محمد انعام غوری

شرح چندہ

سالانہ	۱۵ روپے
ششماہی	۸ روپے
ممالک غیر	۳۰ روپے
فی پرچہ	۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

۲۰ جمادی الاوّل ۱۳۹۶ھ　　۲۰ ہجرت ۱۳۵۵ ہش　　۲۰ مئی ۱۹۷۶ء

”مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے“

خلافتِ احمدیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واضح پیشگوئی

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

”مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔“

”اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“

(رسالہ ”الوصیّۃ“ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

مطبوعہ ... ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس ... جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۰ ہجرت ۱۳۵۵ ہش

خلافت!

عالم اسلام کے رُوحانی اتحاد کا واحد ذریعہ

قرآن کریم میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ان میں سے سورۃ النّور وہ واحد سُورت ہے جس کے متعلق ابتداء ہی میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

"سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○"

(ترجمہ) یہ ایک ایسی سُورت ہے جو ہم نے اُتاری ہے، اس پر عمل کرنا ہم نے فرض کیا ہے۔ اس میں ہم نے نہایت درجہ روشن احکام بیان کئے ہیں تاکہ تم یاد رکھو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم سارا کا سارا اور اس کی تمام سُورتیں خدا تعالیٰ کی نازل کردہ ہیں۔ اور قرآن کریم کے جمیع احکام کی بجا آوری تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس کے باوجود سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس سُورت کو وہ کونسی امتیازی حیثیت حاصل ہے جس کی بناء پر خدا تعالےٰ نے اس سُورت کے متعلق خصوصیت سے فرمایا ہے کہ ہم نے اس کو نازل کیا اور اس کے احکام پر عمل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ علماء کرام نے اپنے اپنے رنگ میں اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں جو قابلِ قدر ہیں۔ زیادہ تر اسی بات کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ اس سُورت شریفہ میں اسلامی معاشرہ کی اصلاح کے جو خصوصی احکام بیان ہوئے ہیں ان پر خصوصیت سے عملدرآمد کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ان سب باتوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے ہمارا خیال یہ ہے کہ اس سُورت شریفہ میں مذکور منجملہ دیگر اہم مضامین کے اسلام کی اجتماعیت کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اس طور پر کسی دوسری سُورت میں بیان نہیں ہوا ہے۔ ہماری مراد اس سے اسلام کے بیان کردہ نظامِ خلافت سے ہے۔ جس کی جامع مانع تفصیل آیت نمبر ۵۶ میں بیان کی گئی ہے۔ اس آیت کو آیتِ استخلاف کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ پُوری آیت کریمہ اس طرح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

ترجمہ اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور نیز اِن خلفاء سے یہ کام لے گا کہ) جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اسلام نے بمقابلہ دیگر مذاہب اجتماعیت پر بڑا زور دیا ہے۔ عبادات سے لے کر معاملات اور اسلامی تعلیمات کے مطابق رہن سہن کے اعتبار سے اجتماعیت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ نبی کے زمانہ میں تو اجتماعیت کا نقطۂ مرکزی خود نبی کا وجود ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ہر نبی ایک دوسرے پہلو سے بشر بھی ہوتا ہے۔ اور بشری تقاضوں کے تحت اس کی عمر بھی محدود ہی ہوتی ہے اس لئے جو رُوحانی انقلاب نبی وقت کے ذریعہ برپا کیا جانا حکمتِ الٰہیہ کو منظور ہوتا ہے اس کی تکمیل نبی کی محدود عمر میں نہیں ہو پاتی۔ اس لئے اس کے بعد اُس کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل کے ساتھ نبی کے نائبین اور خلفاء کو کھڑا کر دیا کرتا ہے۔ تا آنکہ وہ رُوحانی انقلاب مکمل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کا سلسلہ اسی اہم انقلاب کی تکمیل کی ایک زبردست کڑی تھا۔ چونکہ وہ زمانہ تکمیل شریعت کا دور تھا اس لئے خدا تعالےٰ کی حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور میں اس کو بطریق احسن مکمل فرما دیا۔ اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی یہ بھی فرما دیا کہ ــــــ امتِ محمدیہ پر خدا تعالےٰ کے افضال کا نزول اس طور پر ہوگا کہ پہلے ان میں خدا تعالیٰ کی مصلحت کے مطابق ایک وقت تک نبوّت رہے گی۔ اس کے بعد خلافت کا دور ہوگا۔ اس کے ختم ہو جانے پر امتِ محمدیہ میں ملوکیت کا دور چلے گا۔ اور یہ زمانہ کافی لمبا ہو جائے گا اور اس

میں کئی قسم کے فتنے اُٹھیں گے۔ لیکن حکمتِ الٰہیہ کے ماتحت (آخری زمانہ میں) پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ (مشکوٰۃ مجتبائی۔ کتاب الفتن ص۴۶۱) اس حدیث میں جو کچھ آنحضور نے بطور پیشگوئی فرمایا تھا۔ سب باتیں حرف بحرف پُوری ہوئیں۔

دوسری احادیث کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام ہے یہ امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ مجتبائی میں اسی مقام پر بین السطور یہ حاشیہ بھی دیا گیا ہے کہ اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ زَمَنُ عِيْسٰى وَ الْمَهْدِيْ ۔ الخ۔

علاوہ ازیں ظہورِ مہدی کی جو علامات بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب اس زمانہ پر پورے طور پر منطبق ہوتی ہیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ سے حکم پاکر اس زمانہ میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ دینِ اسلام کی رُوحانی سربلندی اور غلبہ کے سامان بھی کئے۔ (یہ ایک الگ مضمون ہے جس کی تفصیل کا موقعہ نہیں انہی کالموں میں متعدد بار اس پر روشنی ڈالی جا چکی ہے اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں)

امام مہدی سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اور ۲۷ مئی کو احمدیہ جماعت میں خلافت کا آغاز ہوا۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورۃ الصدر عظیم الشان پیشگوئی اور امتِ محمدیہ سے عظیم القدر وعدے ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کا ایفاء خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ساتھ عمل میں آیا۔ اور خدا کے فضل وکرم سے آج خلافتِ احمدیہ پر ۶۸ سال پُورے ہوتے ہیں۔ یہ ۶۸ سالہ دَور رُوحانی اعتبار سے اسلام کے لئے نہایت درجہ کامیابیوں اور کامرانیوں سے پُر ہے۔ حضرت امام مہدی کے سوا آج روئے زمین پر کوئی بھی رُوحانی وجود ایسا نہیں جس نے اسلام میں فرقہ بندیوں اور مسلمانوں کے تشتّت وافتراق سے بالاتر ہو کر عالمِ اسلام کے رُوحانی اتحاد کی بنیاد پر خدمت و اشاعتِ اسلام کا ایسا نمایاں کام کیا ہو۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جانی اور مالی قربانیاں کرتے ہوئے اکنافِ عالم میں اس کے سرفروش نمائندے پہنچے ہوں۔ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء کی قیادت میں یہ کام ایک خاص تنظیم کے تحت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام برادرانِ اسلام بھی احمدیہ جماعت کے ذریعہ ہموار کئے ہوئے اس راستہ پر چلیں۔ اور خلافت سے وابستہ ہو کر دینِ اسلام کے لئے وقت کی اہم ضرورت کو پُورا کرنے کا ذریعہ بنیں۔ آج تمام دُنیا اہلِ اسلام کی طرف رُوحانی قیادت کے لئے بڑی بے تابی کے ساتھ دیکھ رہی ہے۔ مسلمانوں کے پاس ان کی رُوحانی تشنگی کے سامان موجود ہیں۔ اب یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ پہلے خود ایک ہاتھ پر جمع ہوں اور پھر دوسری دُنیا کی اتحادِ حقیقی کی رہنمائی کے لئے نکل کھڑے ہوں۔

عالم اسلام کو جس قدر رُوحانی اتحاد کی اس وقت ضرورت ہے وہ کسی بھی خود مند مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ کیا بلحاظ اسلام کے وسیع تر رُوحانی مفاد کی خاطر اور کیا بلحاظ ہر مسلمان کی اپنی انفرادی عاقبت کی بہتری کے لئے سب مسلمانوں کا ایک ہاتھ پر جمع ہو جانا ازبس ضروری ہے۔ اور اگر پُوری متانت اور سنجیدگی سے قرآن کریم اور اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ماننی پڑے گی کہ خلافت ہی عالم اسلام کے رُوحانی اتحاد کا واحد ذریعہ ہے۔ جس طرح اسلام کی نشأۃ اُولیٰ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات خلفاء راشدین کے ذریعہ سے مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی قائم رہی اور وہ اس زمانہ میں ایسے منظم و متحد ہو کر رہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی تو اسی طرح مطابق ارشادِ نبوی امام مہدی کے زمانہ میں جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ ہے مسلمانوں کی اجتماعیت خلافت ہی کے ساتھ وابستہ ہونے سے قائم رہ سکتی ہے ...... ورنہ نہیں ......!

اس بات کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ عالم اسلام کا رُوحانی اتحاد خلافت سے وابستہ ہے تو اس وقت اسلام کی آفاقیت کا پہلو بھی ہمارے پیش نظر رہنا [illegible]

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۱۴؍۵ کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ۔

احباب کرام اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

★ــــ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور خراب چلی آرہی ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ احباب حضرت سیدہ محترمہ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دُعائیں فرماتے رہیں۔

قادیان ۱۷ ہجرت (مئی)۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

★ــــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال ربوہ میں قیام فرما ہیں۔ محترم موصوف کی صحت وسلامتی اور بخیریت مراجعت کے لئے درخواستِ دُعا ہے ۞

مقامِ خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا واضح مسلک

ذیل میں حضرت حاجی الحرمین مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے چند مفید اور کارآمد حوالے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا کیا مسلک تھا۔ (ایڈیٹر)

(۱) استحکامِ خلافت کیلئے آپ کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بابرکت عہدِ خلافت میں ہی جب کچھ فتنہ پرداز لوگوں نے منصبِ خلافت کو گرانا چاہا تو حضورؓ نے اعلان فرمایا کہ:۔

"تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اُس حصّہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا ہوں جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ بلکہ میں اپنے پیر کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔"

(اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

خلیفہ کے تئیں اطاعتِ کاملہ

نیز فرمایا کہ:۔

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نمازیں پڑھا دینا یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔"

(ایضاً)

(۲) معرفت کا ایک نکتہ

"حضرت صاحبؑ کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے۔ وہ تمہیں کھول کر سُناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور اِدھر چودہ اشخاص (معتمدین صدر انجمن احمدیہ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیتِ مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر اُن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے ...... پس تم کان کھول کر سنو! اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فاعقبھم نفاقًا فی قلوبھم کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سُنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔"

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اُس کُرتے کو ہرگز نہیں اُتار سکتا اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں بالکل تمہاری پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو۔ اور کیسے کامیاب ہوتے ہو...... مجھے ضرورتًا کچھ کہنا پڑا ہے۔ اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں، تم اپنے پہلے وعدہ پر قائم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔ ...... جلد بازی سے کوئی فقرہ مُنہ سے نکالنا آسان ہے۔ مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کب معلوم کہ وہ ابوبکرؓ اور مرزا صاحبؑ سے بھی بڑھ کر آئے۔"

(اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(۳) خلیفہ خُدا بناتا ہے

"مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴) خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

"خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اِس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اَور بن سکتا ہے۔ میں جب مَر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خُدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں، تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۵) خلیفہ پر اعتراض کرنا سعادت مندی نہیں

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا، کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ اس خلافتِ آدمؑ پر فرشتوں نے اعتراض کیا...... مگر انہوں نے اعتراض کرکے کیا پھل پایا؟ تم قرآنِ مجید میں پڑھ لو۔ آخر انہیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اُسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجدہ ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اِباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اُسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۶) ایک ناقابلِ فراموش نکتہ

"ایک نکتہ قابلِ یاد سُنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اُن کو قرآنِ شریف سے بڑا تعلق تھا۔ اُن کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عُمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو۔ میں نے کسی خاص مصلحت اور بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

(بدر ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

(۷) انجمن یا ایک واجب الاطاعت خلیفہ

"اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗ۔ امام ایک ہی ہونا چاہیئے تاکہ وحدت قائم رہے۔ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اُسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اُسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اس کی اتباع کرے بلکہ وزراء کی رائیں اس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ ان میں اپنی رائے کا حُسن و قبح دیکھ لے۔"

(درس القرآن صفحہ ۵۷۲)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ جماعت کو خلافت کی اہمیت اور اس کے ساتھ وابستگی کی تلقین فرمائی۔ اپنی وفات سے چند روز قبل آپ نے فرمایا کہ:۔

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔" (پیغامِ صلح ۲۹ فروری ۱۹۱۴ء)

(۹) آخری تحریری وصیّت

"میرا جانشین متقی ہو، ہر دل عزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیرخواہ تھا۔ وہ بھی خیرخواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسّلام۔"

(الحکم ۷ مارچ ۱۹۱۴ء)

مسئلہ خلافت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور تقریر!

جو فیضانِ الٰہی تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا اُسے خلافت کے ذریعہ ہمیشہ قائم رکھو

افراد مر سکتے ہیں لیکن قومیں اگر چاہیں تو خلافت کے قیام و استحکام کے ذریعہ ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں!!

فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:—

انسان دنیا میں پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہوا جو ہمیشہ زندہ رہا ہو لیکن

قومیں اگر چاہیں تو وہ ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں

یہی اُمید دلانے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:—

"مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔"

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶-۱۷)

اس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے لوگوں کو اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ چونکہ ہر انسان کے لئے موت مقدر ہے اس لئے مَیں بھی تم سے ایک دن جُدا ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر تم چاہو تو تم ابد تک زندہ رہ سکتے ہو۔ انسان اگر چاہے بھی تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں اور اگر وہ زندہ نہ رہنا چاہیں تو مر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا کہ

"تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں۔ اور وہ دُوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دُوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

اس جگہ ہمیشہ کے یہی معنے ہیں کہ جب تک تم چاہو گے زندہ رہ سکو گے۔ لیکن اگر تم سارے مِل کر بھی چاہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ رہتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ ہاں اگر تم یہ چاہو کہ قدرتِ ثانیہ تم میں زندہ رہے تو وہ زندہ رہ سکتی ہے۔

قدرتِ ثانیہ کے دو مظاہر

ہیں۔ اوّل۔ تائیدِ الٰہی۔ اور دُوم خلافت۔ اگر قوم چاہے اور اپنے آپ کو مستحق بنائے تو تائیدِ الٰہی بھی اس کے شاملِ حال رہ سکتی ہے۔ اور خلافت بھی اس میں زندہ رہ سکتی ہے۔ خرابیاں ہمیشہ ذہنیت کے خراب ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذہنیت درست رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو چھوڑ دے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنے دِلوں میں خرابی پیدا نہ کر لے۔ یہ چیز ایسی ہے جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی ایسا نہیں ہوگا جسے مَیں یہ بات بتاؤں اور وہ کہے کہ مَیں نہیں سمجھا۔ لیکن اتنی سادہ سی بات بھی قومیں فراموش کر دیتی ہیں۔ انسان کا مرنا تو ضروری ہے۔ اگر وہ مر جائے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ لیکن قوم کے لئے مرنا ضروری نہیں۔ قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں۔ لیکن وہ

اپنی ہلاکت کے سامان

خود پیدا کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہ کو ایک ایسی تعلیم دی تھی جس پر اگر اُن کی آئندہ نسلیں عمل کرتیں تو ہمیشہ زندہ رہتیں۔ لیکن قوم نے عمل چھوڑ دیا۔ اور وہ مر گئی۔ دُنیا یہ سوال کرتی ہے اور میرے سامنے بھی یہ سوال کئی دفعہ آیا ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی تھی جس میں ہر قسم کی سوشل تکالیف اور مشکلات کا علاج تھا۔ اور پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دِکھا دیا تھا۔ پھر وہ تعلیم گئی کہاں۔ اور ۳۲ سال ہی میں وہ کیوں ختم ہو گئی؟ عیسائیوں کے پاس

مسلمانوں سے کم درجہ کی خلافت

تھی۔ لیکن اُن میں اب تک پوپ چلا آرہا ہے۔ . . . . اور انہوں نے اس نظام سے فائدے بھی اُٹھائے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں ۳۲ سال تک خلافت رہی اور پھر ختم ہو گئی۔ اسلام کا سوشل نظام ۳۳ سال تک قائم رہا اور پھر ختم ہو گیا۔ نہ جمہوریت باقی رہی نہ غربا پروری رہی۔ نہ لوگوں کی تعلیم اور غذا اور لباس اور مکان کی ضروریات کا کوئی احساس رہا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ یہ ساری باتیں کیوں ختم ہو گئیں۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی ذہنیت خراب ہو گئی تھی۔ اگر ان کی ذہنیت درست رہتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہ نعمت اُن کے ہاتھ سے چلی جاتی۔ پس تم خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ اور ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ مَیں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز ہمیشہ تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو مَیں بھی اُسے قائم رکھوں گا۔ گویا اُس نے تمہارے مُنہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا مُنہ بند کر لو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدِّنظر نہ رکھو۔ مثلاً تم ایسے شخص کو خلافت کے لئے منتخب کر لو جو خلافت کے قابل نہیں تو تم یقیناً اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ مجھے اس طرف زیادہ تحریک اس وجہ سے ہوئی کہ آج رات دو بجے کے قریب

مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا

کہ پنسل سے لکھے ہوئے کچھ نوٹ ہیں جو کسی مصنف یا مؤرخ کے ہیں۔ اور انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ پنسل بھی COPYING یا BLUE رنگ کی ہے۔ نوٹ صاف طور پر نہیں پڑھے جاتے۔ اور جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نوٹوں میں یہ بحث کی گئی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان اتنی جلدی کیوں خراب ہو گئے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان احسانات ان پر تھے۔ اعلیٰ تمدن اور بہترین اقتصادی تعلیم انہیں دی گئی تھی۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا تھا۔ پھر بھی وہ گر گئے۔ اور اُن کی حالت خراب ہو گئی . . . . رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور مکہ والوں کی ایسی حالت تھی کہ لوگوں میں اُنہیں کوئی عزت حاصل نہیں تھی۔ لوگ صرف مجاور سمجھ کر ادب کیا کرتے تھے اور جب وہ غیر قوموں میں جاتے تھے تو وہ بھی اُن کی مجاور یا زیادہ سے زیادہ تاجر سمجھ کر عزت کرتی تھیں۔ وہ انہیں کوئی حکومت قرار نہیں دیتی تھیں۔ اور پھر اُن کی حیثیت اتنی کمزور سمجھی جاتی تھی کہ دُوسری حکومتیں اُن سے جبراً ٹیکس وصول کرنا جائز سمجھتی تھیں۔ جیسے یمن کے بادشاہ نے مکہ پر حملہ کیا جس کا قرآنِ کریم نے اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو تیرہ سال تک آپ مکہ میں رہے۔ اس عرصہ میں چند سو آدمی آپ پر ایمان لائے۔ ۱۳ سال کے بعد آپ نے ہجرت کی۔ اور

ہجرت کے آٹھویں سال سارا عرب

ایک نظام کے ماتحت آگیا۔ اور اس کے بعد اُسے ایک ایسی طاقت اور قوت حاصل ہو گئی کہ اس سے بڑی بڑی حکومتیں ڈرنے لگیں۔ اس وقت دُنیا حکومت کے لحاظ سے دو بڑے حصوں میں منقسم تھی۔ اوّل۔ رومی سلطنت۔ دوم ایرانی سلطنت۔ رومی سلطنت کے ماتحت مشرقی یورپ۔ ٹرکی۔ ایسے سینیا۔ یونان۔ مصر۔ شام اور اناطولیہ تھا۔ اور ایرانی سلطنت کے ماتحت عراق۔ ایران۔ رشین ٹری ٹوری کے بہت سے علاقے۔ افغانستان۔ ہندوستان کے بعض علاقے۔ اور چین کے بعض علاقے تھے۔ اس وقت یہی دو بڑی حکومتیں تھیں۔ اُن کے سامنے عرب کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ لیکن ہجرت کے آٹھویں سال بعد سارا عرب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گیا۔ اس کے بعد جب سرحدوں پر عیسائی قبائل نے شرارت کی تو پہلے آپ خود وہاں تشریف لے گئے۔ اس کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے فتنہ ٹل گیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد قبائل نے پھر شرارت شروع کی۔ تو آپ نے اُن کی سرکوبی کے لئے لشکر بھجوایا۔ اس لشکر نے بہت سے قبائل کی سرزنش کی۔ اور بہتوں کو معاہدہ سے

تابع کیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد اڑھائی سال کے عرصہ میں

سارا عرب اسلامی حکومت کے ماتحت آگیا

بلکہ یہ حکومت عرب سے نکل کر دوسرے علاقوں میں بھی پھیلنی شروع ہو گئی۔ فتح مکّہ کے پانچ سال کے بعد ایرانی حکومت پر حملہ ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعض علاقوں پر قبضہ بھی کر لیا گیا تھا۔ اور چند سالوں میں رومی سلطنت اور دوسری سب حکومتیں تباہ ہو گئی تھیں۔ اتنی بڑی فتح اور اتنے عظیم الشان تغیر کی مثال تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔ تاریخ میں صرف نپولین کی ایک مثال ملتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی طاقت نہیں تھی جو تعداد اور قوت میں اس سے زیادہ ہو۔ جرمن کا ملک تھا مگر وہ اس وقت ۱۴ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا۔ اس طرح اس کی تمام طاقت منتشر تھی۔ ایک مشہور امریکن پریذیڈنٹ سے کسی نے پوچھا کہ جرمن کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا ایک شیر ہے۔ دو تین لومڑ ہیں اور کچھ چوہے ہیں۔ شیر سے مراد رشیا تھا۔ لومڑ سے مراد دوسری حکومتیں اور چوہوں سے مراد جرمن تھے۔ گویا جرمن اس وقت ٹکڑے ٹکڑے تھا۔ روس ایک بڑی طاقت تھی۔ مگر وہ روس کے ساتھ ٹکرایا اور وہاں اسے ناکام لوٹنا۔ اس طرح انگلستان کو بھی فتح نہ کر سکا۔ اور انجام اس کا یہ ہوا کہ وہ قید ہو گیا۔ پھر دوسرا بڑا شخص ہٹلر آیا۔ بلکہ دو بڑے آدمی دو ملکوں میں ہوئے۔ ہٹلر اور مسولینی۔ دونوں نے بے شک ترقیات حاصل کیں۔ لیکن دونوں کا انجام شکست ہوا مسلمانوں میں سے جس نے یکدم بڑی حکومت حاصل کی وہ تیمور تھا۔ اس کی بھی یہی حالت تھی۔ وہ بے شک دنیا کے کناروں تک گیا۔ لیکن وہ اپنے اس مقصد کو کہ ساری دنیا فتح کرے پورا نہ کر سکا۔ مثلاً وہ چین کو تابع کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تابع نہ کر سکا۔ اور جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا، میرے سامنے انسانوں کی ہڈیوں کے ڈھیر ہیں جو مجھے ملامت کر رہے ہیں پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی آدمؑ سے لے کر اب تک ایسے گزرے ہیں جنہوں نے فردِ واحد سے ترقی کی۔ تھوڑے سے عرصہ میں ہی سارے عرب کو تابع فرمان کر لیا۔ اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے ایک خلیفہ نے ایک بہت بڑی حکومت کو توڑ دیا اور باقی علاقے آپؐ کے دوسرے خلیفہ نے فتح کر لئے۔

یہ تغیر جو واقع ہوا

خدائی تھا۔ کسی انسان کا کام نہیں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مکّہ میں پہنچی تو ایک مجلس میں حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ بھی بیٹھے تھے۔ جب پیغام بر نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو سب لوگوں پر غم کی کیفیت طاری ہو گئی۔

اور سب نے یہی سمجھا کہ اب ملکی حالات کے ماتحت اسلام پراگندہ ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کہا اب کیا ہو گا۔ پیغامبر نے کہا آپؐ کی وفات کے بعد حکومت قائم ہو گئی ہے۔ اور ایک شخص کو خلیفہ بنا لیا گیا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کون خلیفہ مقرر ہوا ہے؟ پیغامبر نے کہا، ابو بکرؓ۔ ابو قحافہ نے حیران ہو کر پوچھا کون ابو بکرؓ؟ کیونکہ وہ اپنے خاندان کی حیثیت کو سمجھتے تھے۔ اور اس حیثیت کے لحاظ سے وہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے بیٹے کو سارا عرب بادشاہ تسلیم کرے گا۔ پیغامبر نے کہا، ابو بکرؓ جو فلاں قبیلہ سے ہے۔ ابو قحافہ نے کہا وہ کس خاندان سے ہے؟ پیغامبر نے کہا فلاں خاندان سے۔ اس پر ابو قحافہ نے دوبارہ دریافت کیا وہ کس کا بیٹا ہے؟ پیغامبر نے کہا، ابو قحافہ کا بیٹا۔ اس پر ابو قحافہ نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور کہا، آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے۔ ابو قحافہ پہلے صرف نام کے طور پر مسلمان تھے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے سچے دل سے سمجھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوے میں راستباز تھے۔ کیونکہ حضرت ابو بکرؓ کی خاندانی حیثیت ایسی نہ تھی کہ سارے عرب آپ کو مان لیتے۔ یہ الٰہی دین تھی مگر بعد میں

مسلمانوں کی ذہنیت ایسی بگڑی

کہ انہوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ یہ فتوحات ہم نے اپنی طاقت سے حاصل کی ہیں۔ کسی نے کہنا شروع کیا کہ عرب کی اصل طاقت بنو امیہ ہیں۔ اس لئے خلافت کا حق اُن کا ہے۔ کسی نے کہا، بنو ہاشم عرب کی اصل طاقت ہیں۔ کسی نے کہا بنو مطلب عرب کی اصل طاقت ہیں۔ کسی نے کہا خلافت کے زیادہ حقدار انصار ہیں جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ گویا تھوڑے ہی سالوں میں مسلمان ماربڈ (MORBID) ہو گئے اور اُن کے دماغ بگڑ گئے۔ اُن میں سے ہر قبیلہ نے یہ کوشش کی کہ وہ خلافت کو بزور حاصل کر لے نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت ختم ہو گئی۔

پھر مسلمانوں کے بگڑنے کا دوسرا سبب انارکی تھی۔ اسلام نے سب میں مساوات کی رُوح قائم کی تھی۔ لیکن مسلمانوں نے یہ نہ سمجھا کہ مساوات پیدا کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ایک آرگنائزیشن ہو۔ اس کے بغیر مساوات قائم نہیں ہو سکتی۔ اسلام آیا ہی اسلئے تھا کہ وہ ایک آرگنائزیشن اور ڈسپلن قائم کرے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی تھی کہ یہ ڈسپلن ظالمانہ نہ ہو۔ اور افراد اپنے نفسوں کو دبا کر رکھیں تا کہ قوم جیتے۔ لیکن چند ہی سالوں میں مسلمانوں میں یہ سوال پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ خزانے ہمارے ہیں۔ اور اگر حکام نے اُن کے راستہ میں کوئی روک ڈالی تو انہوں نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔

یہ وہ رُوح تھی

جس نے مسلمانوں کو خراب کیا۔ اُنہیں یہ سمجھنا چاہیئے تھا

کہ یہ حکومتِ الٰہیہ ہے اور اسے خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اس لئے اسے خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ نور میں فرماتا ہے کہ خلیفے ہم بنائیں گے۔ لیکن مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ خلیفے ہم نے بنائے ہیں۔ اور جب انہوں نے یہ سمجھا کہ خلیفے ہم نے بنائے ہیں تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ اچھا اگر خلیفے تم نے بنائے ہیں تو اب تم ہی بناؤ۔ چنانچہ ایک وقت تک تو وہ پہلوں کا مارا ہوا شکار یعنی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ اور حضرت علیؓ کا مارا ہوا شکار کھاتے رہے۔ لیکن مرا ہوا شکار ہمیشہ قائم نہیں رہتا۔ زندہ بکرا زندہ بکری۔ زندہ مرغا اور زندہ مرغیاں تو ہمیں ہمیشہ گوشت اور انڈے کھلائیں گے لیکن ذبح کی ہوئی بکری یا مرغی زیادہ دیر تک نہیں جا سکتی۔ کچھ وقت کے بعد وہ خراب ہو جائے گی۔ حضرت ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ اور علیؓ کے زمانہ میں مسلمان تازہ گوشت کھاتے تھے لیکن بے وقوفی سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ چیز ہماری ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنی

زندگی کی رُوح

کو ختم کر دیا۔ اور مرغیاں اور بکریاں مُردہ ہو گئیں۔ آخر تم ایک ذبح کی ہوئی بکری کو کتنے دن کھا لو گے۔ ایک بکری میں دس بارہ سیر یا پچیس تیس سیر گوشت ہو گا۔ اور آخر وہ ختم ہو جائے گا۔ پس وہ بکریاں مُردہ ہو گئیں۔ اور مسلمانوں نے کھا پی کر انہیں ختم کر دیا۔ پھر وہی حال ہوا کہ "ہتھ پرانے کھونسڑے بسنتے ہوری آئے"۔ وہ ہر جگہ ذلیل ہونے شروع ہوئے۔ انہیں ماریں پڑیں۔ اور خدا تعالیٰ کا غضب اُن پر نازل ہوا۔ .... خدا تعالیٰ نے جو وعدے پہلے مسلمانوں سے کئے تھے وہ وعدے اب بھی ہیں۔ اس نے جب وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فرمایا تو الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ سے نہیں فرمایا۔ حضرت عمرؓ سے نہیں فرمایا۔ حضرت عثمانؓ سے نہیں فرمایا۔ حضرت علیؓ سے نہیں فرمایا۔ پھر اس کا کہیں ذکر نہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ صرف پہلے مسلمانوں سے کیا تھا یا پہلی صدی کے مسلمانوں سے کیا تھا یا دوسری صدی کے مسلمانوں سے کیا تھا۔ بلکہ یہ وعدہ سارے مسلمانوں سے ہے چاہے وہ آج سے پہلے ہوئے ہوں یا ۲۰۰ یا ۴۰۰ سال کے بعد آئیں۔ وہ جب بھی اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے مصداق ہو جائیں گے وہ اپنی نفسانی خواہشات کو مار دیں گے۔ وہ اسلام کی ترقی کو اپنا اصل مقصد بنا لیں گے۔ شخصیات جماعتوں، پارٹیوں، جتھوں شہروں اور ملکوں کو بھول جائیں گے، تو ان کے لئے

خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ

قائم رہے گا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں سے چاہے وہ عرب کے ہوں یا عراق کے ہوں۔ شام کے ہوں۔ مصر کے ہوں۔ یورپ کے ہوں۔ ایشیا کے ہوں۔ امریکہ کے ہوں۔ جزائر کے ہوں۔ افریقہ کے ہوں کیا ہے کہ لیستخلفنّھم فی الارض وہ انہیں اس دنیا میں اپنا نائب اور قائم مقام مقرر کرے گا۔ اب اس دنیا میں شام۔ عرب۔ اور نائیجیریا۔ کینیا۔ ہندوستان۔ چین اور انڈونیشیا ہی شامل نہیں بلکہ اور ممالک بھی ہیں۔ پس اس سے مراد دنیا کے سب ممالک ہیں۔ گویا وہ موعود خلافت ساری دنیا کے لئے ہے۔ فرماتا ہے وہ تمہیں ساری دنیا میں خلیفہ مقرر کرے گا۔ کما استخلف الذین من قبلھم، اسی طرح جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ مقرر کیا۔ اس آیت میں پہلے لوگوں کی مشابہت ارض میں نہیں بلکہ استخلاف میں ہے۔ گویا فرمایا ہم انہیں اسی طرح خلیفہ مقرر کریں گے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ مقرر کیا اور پھر اس قسم کے خلیفے مقرر کریں گے جن کا اثر تمام دنیا پر ہو گا۔ پس

اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو یاد رکھو

اور خلافت کے استحکام اور قیام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ تم نوجوان ہو۔ تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ اور تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں۔ تا کہ تم اس کشتی کو ڈوبنے اور غرق نہ ہونے دو۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رُخ کو پھیر دیتی ہے۔ بلکہ تمہارا یہ کام ہے کہ تم وہ چینل (CHANNAL) بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا یہ کام ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے تم اُسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے اس کے رستے میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے اور تم نے اپنی ذاتی خواہشات کے ماتحت اُسے اپنے دوستوں رشتہ داروں اور قریبیوں کے لئے مخصوص کرنا چاہا تو یاد رکھو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہو گا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہو گی۔ اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں۔ لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ

قوم کی ترقی کا رستہ

بند نہیں۔ انسان بے شک دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔ لیکن قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ پس جو آگے بڑھے گا وہ انعام لے جائے گا۔ اور جو آگے نہیں بڑھتا وہ اپنی موت آپ مرتا ہے۔ اور جو شخص خودکشی کرتا ہے اُسے کوئی دوسرا بچا نہیں سکتا۔

◎

بنی نوعِ انسان کی بے لوث خدمت کے جذبہ میں ہرگز کمی نہ آنے دو اور کوشش کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حقیقی مسلمان قرار پاؤ

ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا بتیسواں (۳۲) مرکزی سالانہ یک روزہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز خطاب اور اجتماعی دعا

ربوہ ۱۸ ر شہادت ۱۳۵۵ ہش (۱۸ ر اپریل ۱۹۷۶ء بروز اتوار) آج صبح یہاں پر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بتیسواں سالانہ اجتماع شروع ہوگیا۔ اجتماع کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت بصیرت افروز خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ ہوا۔ اپنے خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی نوجوانوں کو یہ زرّین نصیحت فرمائی کہ حقوق العباد کی ادائیگی کا جو حصہ خاص طور پر اُن کے سپرد کیا گیا ہے، موجودہ حالات کے پیشِ نظر اس کی طرف خاص طور پر توجہ کی ضرورت ہے۔ کسی تلخی کو دیکھ کر بنی نوعِ انسان کی بے لوث خدمت کے جذبہ میں ہرگز کوئی کمی نہ آنے پائے بلکہ انہیں پہلے سے بھی زیادہ جوش، جذبہ، بشاشت اور وقار کے ساتھ حسنِ عمل کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ اور یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حقیقی مسلمان اور متقی قرار پائیں۔

خدام الاحمدیہ کا یہ بتیسواں سالانہ یک روزہ اجتماع آج صبح مسجد اقصیٰ میں شروع ہوا۔ جس میں مقامی خدام و اطفال کے علاوہ ملک کے طول و عرض سے آنے والے خدام نے بھی بصد شوق حصہ لیا۔ اجتماع کی کارروائی دن بھر جاری رہنے کے بعد آج شام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگئی۔ اس کے پروگرام میں درسِ قرآن پاک، درسِ حدیث اور درسِ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، تلقینِ عمل اور مجلس سوال و جواب کے علاوہ مجلسِ شوریٰ بھی شامل تھی۔

حضور کی تشریف آوری اور بصیرت افروز خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خدام سے خطاب فرمانے کے لئے آج پونے نو بجے صبح مسجد اقصیٰ تشریف لائے۔ جہاں پر آج صبح ہی سے مقامی خدام و اطفال کے علاوہ ملک کے تمام اطراف و جوانب سے تشریف لانے والے خدام کا تانتا بندھا تھا۔ وہ تنظیم کے ساتھ اپنے اپنے اجازت نامے لے کر مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ مسجد کا ایک حصہ زائرین کے لئے مخصوص تھا جس میں خاصی تعداد میں انصار اللہ کے اراکین تشریف رکھتے تھے۔ جبکہ مسجد کے صحن میں احمدی بچوں کے لئے بیٹھنے کا انتظام تھا۔

جب حضور تشریف لائے تو مسجد کا وسیع مسقّف حصہ سامعین سے قریباً پُر ہو چکا تھا۔ جملہ حاضرین نے کھڑے ہو کر حضور کی خدمت میں اھلاً و سھلاً و مرحبا عرض کیا۔ اس کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر سابق مبلغ انگلستان نے کی۔

تلاوت کے بعد صدر مجلس مرکزیہ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔ اے نے جملہ خدام سے اُن کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد صدر مجلس مرکزیہ کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کارکردگی کے لحاظ سے اوّل آنے والی مجلس اطفال الاحمدیہ فیکٹری ایریا شاہدرہ کو اپنے دستِ مبارک سے علمِ انعامی عطا فرمایا۔ اور دوم و سوم آنے پر مجلس اطفال لائلپور و مجلس اطفال سوسائٹی کراچی کو سنداتِ خوشنودی عطا فرمائیں۔ اضلاع کی مجالس خدام الاحمدیہ میں سے ضلع لاہور اوّل۔ ضلع ہزارہ دوم۔ اور ضلع کراچی سوم قرار پائیں۔ حضور نے اُن کے عہدیداران کو انعامی شیلڈ اور سنداتِ خوشنودی عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین۔

بعد ازاں لاہور کے ایک خادم مکرم منیر احمد صاحب جاوید نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مشہور نظم نونہالانِ جماعت سے خطاب کے چند پُر اثر اشعار نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سُنائے جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بصیرت افروز خطاب شروع فرمایا۔ حضور کے اس خطاب کا نہایت مختصر خلاصہ اپنے الفاظ میں درجِ ذیل کیا جاتا ہے:۔

حضور نے تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے یہ بتایا کہ خدام کا یہ اجتماع پُورا اجتماع نہیں ہے۔ کیونکہ دراصل یہ گذشتہ سال منعقد ہونا چاہیئے تھا۔ مگر اس وقت چونکہ یہ غلط فہمی کی وجہ سے منعقد نہ ہو سکا اس لئے اب تلافیٔ مافات کے طور پر یہ یک روزہ اجتماع منعقد ہوا ہے۔ اسی سال کے دوران اپنے وقت پر خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر خدام کا سالانہ اجتماع اپنی جملہ روایات کے مطابق منعقد ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا نوجوان خادم کی عمر دراصل عمل کی عمر ہے۔ جہاں ذہنی اعمال کے لئے ذہنی شعور و فراست کی ضرورت ہوتی ہے وہاں جسمانی عمل کے لئے جسمانی طاقت درکار ہوتی ہے۔ اس وقت میں خدام کو اُن کی اُن ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جن کا تعلق جسمانی طاقت سے ہے۔ قرآنی اصطلاح میں اعمال مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عملِ صالح اور ایک عملِ سیّئ۔ پھر اعمالِ صالحہ میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں جو حُسنِ عمل کی تمام رعنائیاں لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ دراصل اسلام کے نزدیک، رُوحانی ترقیات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے نزدیک اعمال کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اور ہر لحظہ انسان قُربِ الٰہی کی طرف حرکت کرتا چلا جاتا ہے۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ مرنے کے بعد امتحان کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس دُنیا میں جو اعمال ہیں اُن میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو معاشرہ میں فساد، قانون شکنی اور دوسروں کے حقوق کو غصب کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ مومن ہمیشہ ایسے اعمال سے اجتناب کرتا ہے۔ وہ پہلے عملِ صالح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پھر وہ احسن عمل یعنی بہترین اور آئیڈیل عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد سے تعلق رکھنے والے بعض ظاہری اور بعض مخفی اعمال کی تشریح اور اُن کی حکمتیں بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا، حقوق العباد کی ادائیگی کا جو حصہ خاص طور پر خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے اس کی طرف میں اس وقت خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پیش آمدہ حالات کی کوئی ایسی تلخی ہرگز تمہارے ذہنوں میں نہیں ہونی چاہیئے جو تمہارے خدمت کے جذبہ میں کمی کا موجب ہو۔ ہمیں جو کافر کہا جاتا ہے یہ ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کی رُو سے حقیقی مُسلمان وہ ہے جو متقی ہو اور یہ فیصلہ کرنا کسی انسان کا کام نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ کون متقی ہے اور کون متقی نہیں ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (۵۳ : ۳۳)

خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں غلبۂ اسلام کے لئے جس مہدیٔ معہود کو مبعوث کیا ہے اس پر خدا تعالیٰ نے وحی اور الہام کے ذریعہ یہ ظاہر کیا اور یہ گواہی دی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے لوگ مسلمان ہیں۔ لہٰذا ہمارا یہ ایمان ہے اور ہم اپنے اس ایمان پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ خدا نے ہمیں مسلمان قرار دیا ہے۔ بے شک ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ملک کی قومی اسمبلی نے ہمیں صرف قانونی یا دستوری اغراض کے لئے مسلمان نہیں سمجھا۔ لیکن ایک مسلمان اپنے اسلام کے لئے کسی قانون یا دستور کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی تو ساری کوشش دُعاؤں اور مجاہدات کے ساتھ یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ خُدا کی نگاہ میں مسلمان قرار پائے۔ اس کے نزدیک تو زندگی کا مزہ ہی اس میں ہے کہ اُسے خدا کا پیار حاصل ہو جائے۔ اور وہ خدا کی نگاہ میں متقی اور مُسلمان قرار پائے۔ اُسے بھلا اور کیا چاہیئے۔

آخر میں حضور نے فرمایا، پس کسی تلخی کی وجہ سے بنی نوعِ انسان کی بے لوث خدمت کے جذبہ میں ہرگز کوئی کمی نہ آنے پائے۔ تمہارا فرض ہے کہ پہلے کی طرح اب بھی پوری بشاشت، شرحِ صدر اور وقار کے ساتھ اور والہانہ جذبہ کے ماتحت بلا امتیاز ہر انسان کی خدمت کرو۔ تمہیں یہ خیال تک نہیں آنا چاہیئے کہ لوگوں نے تمہیں کیا کہا یا کیا سمجھا۔ یاد رکھو کوئی ہمارا دشمن نہیں ہے۔ ہم نے کسی سے نہیں لڑنا۔ البتہ باطل خیالات کو ہم مٹانا چاہتے ہیں۔ اور یہ دُشمنی نہیں بلکہ سراسر خیر خواہی ہے۔ پس جس حد تک بھی اللہ تعالیٰ نے تمہیں طاقت دی ہے تم بلا امتیاز سب کی خدمت کرنے کی کوشش کرو۔ حُسنِ عمل کا اعلیٰ نمونہ پیش کرو اور اپنے تئیں حقیقی معنوں میں خادم سمجھو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے مقصد کو پالیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد حضور نے پُرسوز اجتماعی دُعا کرائی۔ اور پھر پونے دس بجے کے قریب واپس تشریف لے گئے۔ حضور کے تشریف لے جانے کے بعد پروگرام کے مطابق اجتماع کی کارروائی دن بھر جاری رہی۔

("الفضل" مورخہ ۱۹ اپریل ۷۶ء)

اسلام اور مسلمانوں کا روشن مستقبل خلافت سے وابستہ ہے

کچھ اقتباسات کی زبانی ایک ناقابل تردید حقیقت کا واضح بیان

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحیح معنوں میں ایمان لانے والی اور نیک اعمال بجا لانے والی جماعت کا عظیم الشان امتیازی نشان یہ بیان فرمایا ہے کہ اس جماعت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے خلافت کا روحانی نظام قائم ہوگا اور اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہوگا جس میں خلافت کا نظام قائم ہو۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جب سے اُمتِ محمدیہ میں سے خلافت کا نظام اُٹھایا گیا اس وقت سے یہ اُمت اس نعمت سے محروم ہو کر رہ گئی ہے اور تب سے اس کے نصیب میں صرف ناکامی و نامرادی اور تنزل و انحطاط ہی آرہا ہے۔

تاریخ ابن اثیر میں درج ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کے ایک صحابی حضرت حنظلۃ الکاتب نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے خلاف ہونے والے منصوبوں کو دیکھ کر فرمایا:۔

عجبت لما یخوض الناس فیہ
یرومون الخلافۃ ان تزولا
ولو زالت لزال الخیر عنھم
ولاقوا بعدھا ذلاً ذلیلاً
وکانوا کالیہود والنصاریٰ
سواء کلھم ضلوا السبیلا

(تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

یعنی مجھے ان لوگوں کی باتیں سن کر حیرانی ہوتی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے حقیقت یہ ہے کہ اگر خلافت جاتی رہی تو یہ لوگ ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم رہ جائیں گے۔ اس کے بعد بُری طرح قعرِ مذلت میں گر جائیں گے پھر مذہبی میں عیسائی اور یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور گمراہ ہونے کی صورت میں سب یعنی مسلمان عیسائی اور یہودی برابر ہو جائیں گے۔

چنانچہ ان کا یہ اندیشہ سو فیصد درست نکلا جب سے مسلمانوں میں نظامِ خلافت کا خاتمہ ہوا ہر طرف سے محرومی ہی محرومی کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ان کے اندر انتشاری کیفیت طاری ہو گئی اور وہ مایوسی کا شکار ہو گئے۔

مسلمانوں کو پستی اور تنزل سے نکالنے کے لئے رہنمایانِ دین اور اکابرینِ ملت کہلانے والوں کی طرف سے مختلف قسم کی تجاویز و تدابیر پیش کی جاتی رہی ہیں۔

کسی نے مغربی تعلیم اور تہذیب و تمدن کو ترویج دینے کی کوشش کی کسی نے سیاسی اقتدار کے حصول میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود سمجھی کسی نے مسلمانوں کی اجتماعیت کو اس مسئلہ کا حل قرار دیتے ہوئے مختلف پارٹیاں اور جماعتیں تشکیل دینی شروع کیں۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مطابق بار بار کا تجربہ یہی بتاتا رہا کہ یہ تمام تجاویز و تدابیر بے سود اور بے کار ہو کر رہ گئیں۔ بالآخر یہ اکابرِ دین کہلانے والے تھک ہار کر مسلمانوں کی مرثیہ خوانی پر قانع رہے کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

— ۲ —

لیڈران قوم اور علماءِ دین متین کہلانے والوں نے بہت کوشش کی کہ کم از کم ہندوستان میں تمام مسلمانوں اور ان کی جماعتوں کو ایک ہی نظام اور تنظیم کے تحت ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور اس طرح مسلمانوں کی کھوئی ہوئی شان و شوکت اور ان کے دبدبہ کو دوبارہ قائم کیا جائے چنانچہ حالیہ ہی میں بہت جد و جہد اور کوششوں کے بعد ایک مسلم لیڈر ڈاکٹر سید محمود احمد نے اس مقصد کے پیش نظر مسلم لیگ، جماعت اسلامی، جمعیۃ العلماء وغیرہ تنظیموں کے نمائندگان پر مشتمل مجلس مشاورت کے نام پر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت قائم کی اس مجلس کی صدارت کرتے ہوئے انہوں نے جو تقریر کی اس میں کہا:۔

"یہ عزم و ارادہ (قیامِ مجلس مشاورت) لال قلعہ سے زیادہ مستحکم قطب مینار سے زیادہ بلند تاج محل سے زیادہ خوبصورت اور ملکی وسعت سے زیادہ وسیع ہے اور اس کام کا بیڑا ہم نے اُٹھایا ہے۔"

لیکن ایک مختصر عرصہ کے بعد ان ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ:

"افسوس! جس جوش و خروش کے ساتھ ہم چلے تھے وہ باقی نہ رہا یہ جماعت بھی خود غرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہو گئی! بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے جس کے نتیجہ میں مایوسی ہوئی دلی صدمہ پہنچا۔ اور اب میں نے مکمل خاموشی اور کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ بس اب عمر بھر یہ نام مجلس مشاورت کے ساتھ زندہ رہ گیا ہے!..... آپ ضرور سمجھ لو کہ مجھے مسلم جماعتوں سے بڑی مایوسی ہوئی ہے کچھ لوگ ہیں جو پارسائی اور تقدس کا جوڑا پہنے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو مذہب کے نام پر تقسیم کر رہے ہیں جب تک یہ چیز ختم نہیں ہو گی ہندوستان میں مسلمان متحد نہیں ہوگا۔"

(ماہنامہ ڈائجسٹ ھما دہلی اپریل ۱۹۶۸ء)

اس طرح مسلمانوں کی بھلائی اور بہبودی کے لئے اور ان کے اندر اجتماعیت کے قیام کے لئے جو بھی تحریک اور تنظیم اُٹھی ہے بالآخر اسے ناکامی اور شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے اس صورتِ حال کی وجہ بیان کرتے ہوئے ایک حقیقت شناس نے یوں اپنے خیال کا اظہار فرمایا:۔

سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی سے کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور اُمتِ مسلمہ کو بھیڑوں کی ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو چگو اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے۔

(اہلِ سنت والجماعت لاہور کا آرگن "جد و جہد" دسمبر ۱۹۶۰ء)

اسی طرح لاہور سے نکلنے والا اخبار تنظیم اہلِ حدیث نے ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں لکھا:۔

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور رُکا ہوا خدا پھر سے مَنا جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر قسم کی اقتدار کے لئے راہ ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ کے لئے بھی کچھ کیا؟"

الغرض ہر درد مند دل رکھنے والے مسلمان کی یہ دلی آرزو اور تڑپ ہے کہ پھر سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو اور اس کی عظمت اور شوکت خلافتِ حقہ اسلامیہ کے ذریعہ دنیا میں دوبارہ قائم ہو چنانچہ علامہ اقبال کہتے ہیں:۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

— ۳ —

خلافت خدا تعالیٰ کا دائمی عہد ہے اور وہ اپنے وعدہ کا ایفاء الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت (النور) کی مستحق جماعت کے ساتھ کرتا رہتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق اور سیدنا حضرت رسول کریم کی پیشگوئیوں کے تحت دوبارہ ملتِ اسلامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا اور یہ سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا اور واقعات نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا شاندار اور روشن مستقبل اسی خلافتِ حقہ اسلامیہ کے ساتھ ہی وابستہ ہے!!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"وہ (خلافتِ احمدیہ) دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا"

(الوصیت)

خلافتِ احمدیہ کے دائمی ہونے کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت جاری رہی لیکن حضرت عیسیٰ کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی اسی طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصہ تک چلتی چلی جائے گی۔"

(الفضل ۳ اپریل ۱۹۵۲ء)

گویا کہ مسلمانوں کا مستقبل قیامت تک اب اسی سلسلہ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہی وابستہ ہے اس کے باہر نہیں سوائے تاریکی اور مایوسی اور انتشاری کیفیت کے اور کچھ نصیب نہیں ہوگا۔

— ۴ —

مسلمانوں کے اندر اجتماعیت یکجہتی اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا واحد ذریعہ خلافت قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا

وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

(آل عمران آیت نمبر ۱۰۴)

یعنی تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور خدا کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

حضرت رسول عربی صلعم نے حبل اللہ کی تشریح کرتے ہوئے اسے خلافت قرار دیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر فانهما حبل اللہ الممدود فمن تمسک بهما فقد تمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها

(ازالۃ الخفاء ...)

یعنی میرے بعد تم ابو بکر و عمر کی اقتداء کرو۔ کیونکہ وہ دونوں حبل اللہ (خدا کی رسیاں) ہیں۔ جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے قابل اعتماد چیز کو مضبوطی سے پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں

گویا کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ سب ایک ... مل کر اور مجتمع ہو کر خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت (حبل اللہ) کو مضبوطی سے پکڑ لیں ... جس کے نتیجہ میں تمام افتراق و انتشار کی حالت کا خاتمہ ہو جائے گا ورنہ یہ ... یا سوسائٹی یا ... کی بس کی بات نہیں۔

اس موقعہ پر ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

ایک مشہور عالم مفکر اور انگریز مصنف برنارڈ شا نے حضرت رسول کریم صلعم کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ دنیا کا مستقبل اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس وقت ہندوستان کے ایک مسلم سیاسی راہنما مولانا محمد علی جوہر نے جارج برنارڈ شا کو ایک خط لکھا جس میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ اس کے جواب میں برنارڈ شا نے لکھا:۔

"میں نے یہ کہا تھا کہ دنیا کا مستقبل اسلام کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس سے میری مراد ... دیکھئے اسلام سے تھی محمد علی شوکت علی کے اسلام سے نہیں تھی۔"

(ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی ۳ جنوری ۱۹۷۱ء)

اختلاف اور بے ضبطی ... کا نتیجہ یہ ہوا ... بالکل ... اور ... کا ... تعالیٰ ...

اور وحدت و یکجہتی اور باہمی الفت و محبت کا بے نظیر نظارہ آج صرف جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتا ہے۔

گویا کہ ہمارے اندر جہاں تنظیم و وحدت قائم ہے وہاں اس کے نتیجہ میں اخوت و الفت کا بے نظیر نمونہ ہم میں پایا جاتا ہے چنانچہ ... نیاز فتحپوری جیسے جہاندیدہ عالم نے اس کا یوں اعتراف کیا ہے کہ:۔

"اس وقت احمدیوں سے زیادہ باعمل اور منظم جماعت کوئی دوسری نہیں اور جب تک ان میں تنظیم قائم ہے میں ان کو سب سے بہتر مسلمان کہتا رہوں گا۔"

(نگار لکھنؤ نومبر ۱۹۶۴ء)

— ۵ —

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کے اندر تمکنت دین پائے جانے کا بہترین ذریعہ خلافت کو قرار دیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے جہاں خلافت کا ذکر فرمایا وہاں یوں فرماتا ہے:۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

(سورۃ النور)

یعنی دین کو تمکنت اور مضبوطی بخشنا خلافت کا ایک بہت بڑا خاصہ ہے۔

تمکنت دین کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

(الحج)

یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو تمکنت دین عطا کریں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور ان میں زکوٰۃ کا نظام جاری رہے گا اور نیک باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے روکنے کے لئے ایک منظم پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے باقاعدہ ذریعہ تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا انتظام ہو گا۔ اور یہ انتظام خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ذریعہ ہی بہترین رنگ میں اور صحیح معنوں میں ممکن ہو سکتا ہے۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے اندر حکومتیں اور ہر قسم کے دنیوی ذرائع ہیں مختلف تنظیمیں پائی جاتی ہیں لیکن تمکنت دین کا روحانی نظام قائم کرنے میں تمام مسلمان ناکام نظر آتے ہیں۔

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ جس کے اندر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا روحانی نظام قائم ہے ... دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کی شوکت و عظمت قائم کرنے اور قرآن کریم کے ذریعہ تسخیر قلوب کا ایک عالمگیر پروگرام مرتب کر کے اس پر عمل پیرا ہے اور اس میں بفضلہ تعالیٰ عالمگیر پیمانہ پر کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں الفضل ما شهدت به الاعداء کے مطابق چند اعترافِ حقیقت ہی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

(۱) جماعت اسلامی (مرحوم) کا آرگن "دعوت" (دہلی) "تبلیغ یورپ اور افریقہ" کے زیر عنوان رقمطراز ہے:۔

"ہمیں ان احمدی حضرات کو اختلاف کے باوجود داد دینی چاہیئے جو مغربی اور افریقی ممالک میں اپنے طور پر اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں آخر یہ لوگ کرۂ مریخ سے وارد نہیں ہوئے انہوں نے اپنے خاص نظام کے تحت اپنے نظریات و عقائد کی تربیت حاصل کی اور اپنے کردار کو پختہ بنایا اور مذہب کی دولت انہوں نے یہاں سے لے کر وہ افریقہ اور دیگر ممالک میں پہنچے اور القرآن کے سہارے اس کی دکانیں وہاں سجائیں جہاں اس کا نام لینا بھی دوسروں کے لئے باعث شرم ہے۔"

(بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۱۶ جون ۱۹۶۱ء)

(۲) جناب عبد الوہاب عسکری عراقی نمائندہ مؤتمر اسلامی ان الفاظ میں جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں:۔

"جماعت احمدیہ کے افراد نے دین اسلام کی خدمات سرانجام دی ہیں ان میں تبلیغی لحاظ سے وہ ساری دنیا پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں۔۔ ... یہ لوگ اعلائے کلمۃ الدین کے لئے ہر قسم کے ممکن ذرائع اختیار کرتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے کارناموں میں وہ مسجدیں ہیں جو انہوں نے امریکہ اور افریقہ اور یورپ کے مختلف شہروں میں بنائی ہیں اور یہی وہ عزت ناطقہ ہے جس کو لے کر وہ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے ذریعہ اسلامی خدمات بجا لاتے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا درخشندہ مستقبل انہی سے وابستہ ہے۔"

(مشاہداتی فی سماء الشرق ۲۵۱-۲۵۲)

(۳) جماعت احمدیہ کے عالمگیر مشن کے بارہ میں انسائیکلو پیڈیا برٹینکا لکھتا ہے:۔

"جماعت احمدیہ کا ایک وسیع تبلیغی نظام ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ مغربی افریقہ ماریشس جاوا میں بھی اس کے علاوہ برلن، شکاگو اور لندن میں بھی ان کے تبلیغی مشن قائم ہیں ان کے مبلغین نے خاص کوشش کی ہے کہ یورپ کے لوگ اسلام قبول کریں۔ اور اس میں انہیں معتدبہ کامیابی بھی ہوئی ہے ... ان کے مبلغین ان حملوں کا بھی دفاع کرتے ہیں جو عیسائی مناظرین نے اسلام پر کئے ہیں۔"

(Encyclopedies Brittonica VOL 12 Page 711. 712)

جماعت احمدیہ کی ان عالمگیر سرگرمیوں کے بالمقابل عامۃ المسلمین اور ان کی حکومتوں اور تنظیموں کے کارہائے نمایاں بھی ذرا ملاحظہ ہوں

(۱) لاہور سے شائع ہونے والا رسالہ شہاب لکھتا ہے:۔

"ہم لوگ تو اس بات کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے کہ ہم لوگ آئندہ کسی صدی میں بیرونِ ملک میں اسلام کی اشاعت کر سکیں گے جو ہمیں جان و دل سے عزیز ہے۔ ہم نے تبلیغی سرگرمیوں کا مفہوم فرقہ وارانہ بحث و تمحیص سمجھا ہے اور اس کام میں مصروف رہ کر اپنی دنیا و عاقبت کو نہ جانے سنوارتے ہیں یا بگاڑتے ہیں"

(شہاب لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء)

(۲) علامہ علاؤ الدین صدیقی لکھتے ہیں:۔

"کتنے شرم کی بات ہے کہ عالم انسانیت کفر و ظلمت کے طوفانوں سے گھرا ہوا ہے مگر دین حق کے پاسبان خاموش ہیں۔ ہم نے کتنے مبلغ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے ہیں؟ ہم نے افریقہ کے تاریک براعظم میں اسلام کی کتنی شمعیں روشن کرنے کی کوشش کی ہے؟ ہمارے کتنے علماء دین ہیں جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر اشاعت و تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں؟ ہم نے آج تک کتنے گمراہ انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا ہے؟ ہم نے اگر کچھ کیا ہے تو صرف یہ کیا ہے کہ جو لوگ حصار اسلام میں محفوظ ہیں انہیں اٹھا اٹھا کر باہر پھینکنا شروع کیا ہم نے تکفیر بازی کی توپوں سے ملت اسلامیہ کے آہنی حصار میں جگہ جگہ شگاف پیدا کر دیئے اور اپنے بے رحم ہاتھوں سے اپنی ملت کے اعضاء کو کاٹ

کاشت کر الگ کرنا شروع کر دیا۔ ہم سے یہ تو نہ ہو سکا کہ باہر سے لوگوں کو لاتے اور چمنِ اسلام کی رونق کو بڑھاتے لیکن جو پہلے موجود تھے انہیں دھکے دے دے کر باہر نکال دیا۔ اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس گلشن کو ویران کر کے رکھ دیا۔"

(کوہستان ۱۵ر نومبر ۱۹۶۳ء)

دیکھا آپ نے! جماعتِ احمدیہ کی عظیم روحانی سرگرمیوں اور جمہور مسلمانوں کے عظیم کارناموں میں فرق!!

ایک طرف مسلمان حکمران جو اپنی دولت اور سرمایہ کو عیاشی میں پانی کی طرح بہا رہے تو دوسری طرف ایک غریب اور کمزور جماعت اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے پیٹ کاٹ کر تبلیغِ اسلام اور خدمتِ قرآن کے لئے خرچ کرتی ہے۔!

ایک طرف فرمان روائے سعودیہ بیس کروڑ روپے کے صرفہ سے اپنا عالی شان محل تعمیر کروا رہا ہے اور اس کے لئے ہندوستان سے بذریعہ ہوائی جہاز سوکھی گھاس اور کسیر منگوا رہا ہے اور بڑے بڑے محلات تعمیر کروا کر اور ان میں ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان سجا کر اسلام کا منہ چڑھا رہا ہے تو دوسری طرف جماعتِ احمدیہ جس میں خلافت جیسی عظیم نعمت کارفرما ہے ساری دنیا میں تبلیغِ اسلام کا جال پھیلانے میں مصروف ہے اور عیسائیت و دہریت کے مراکز میں مساجد تعمیر کروا کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر رہی ہے اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کروا کر اسلام کی شان و شوکت اور اس کی عظمت کو چار چاند لگا رہی ہے!! اور محافظینِ قرآن و اسلام کے وجود اور مساجد کو منہدم کر کے اور قرآن کریم کو آگ لگا کر اور پیروں کے نیچے مسل کر خدمتِ اسلام بجا لا رہے ہیں۔!! جیسا کہ ۱۹۷۴ء میں دنیا نے اس المیہ کا مشاہدہ کیا۔

لوگوں کے اخلاق و اطوار اور طرزِ زندگی میں ایک روحانی انقلاب، خلافت علیٰ منہاج النبوت کے ذریعہ پیدا ہونے والی تمکنتِ دین کا ایک لازمی نتیجہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ افراد جماعتِ احمدیہ کی زندگیوں میں جو نمایاں فرق نظر آ رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جماعت کے اندر تزکیہ نفوس کا کام جس حسن اور خوبی سے انجام پا رہا ہے اور اسلامی کردار اور اخلاقِ فاضلہ کا جو نمونہ جماعتِ احمدیہ میں نظر آ رہا ہے، اس سے متاثر ہو کر علامہ نیاز فتحپوری تحریر فرماتے ہیں:—

"اس وقت ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں، صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین کی ہوئی شاہراہِ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے اور گو اس کا تنہا مجھی کو نہیں بلکہ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو بھی ہے۔" (نگار نومبر ۱۹۶۲ء)

ایک سکھ صحافی جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ریاست تحریر فرماتے ہیں:—

"ایڈیٹر ریاست کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان سینکڑوں میں ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ احمدی کے لئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں۔ اور ان کے مبلغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے بلند کیریکٹر کے وہ پادری یاد آ جاتے ہیں جن کے اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا۔"

(ریاست ۱۳ر نومبر ۱۹۵۳ء)

گویا کہ آج بھی مسلمان اپنی زندگی میں ایسا ہی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں جب کہ وہ اپنے آپ کو اس الٰہی اور روحانی نظام یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔!

(۶)

خدا تعالیٰ نے خلافت کی ایک عظیم برکت یہ بیان فرمائی ہے کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور) کہ خلافت کے ذریعہ خدا تعالیٰ ہر قسم کے خوف کو امن میں تبدیل فرمائے گا۔

آج مسلمان باوجود اس کے کہ ہر قسم کا دنیاوی وسیلہ اُسے حاصل ہے لیکن ایک خوفناک حالت سے دوچار ہے۔ عرب ممالک کے سینہ میں ایک بدنما داغ کی طرح یہودی حکومت فلسطین میں قائم ہے جو مسلم مملکتوں کے لئے مستقل دردِ سر کا باعث بنی ہوئی ہے۔ جس سے بچنے کے لئے کبھی حکومتِ روس کے آگے ہاتھ پھیلائے جا رہے ہیں اور کبھی امریکہ کے آگے گھٹنے ٹیکے جا رہے ہیں۔!

لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج مسلمان ہر قسم کے خوف و ہراس سے محفوظ ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ خلافتِ حقہ کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر لے —— چنانچہ جماعتِ احمدیہ کی اب تک کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ جماعتِ احمدیہ کو ملیا میٹ کرنے اور صفحۂ ہستی سے اس کو نیست و نابود کرنے کے لئے آئے دن مختلف قسم کی منظم اور غیر منظم کوششیں کی جاتی رہیں۔ بالآخر حکومتوں کی سطح پر بھی اپنے پورے سازوسامان سے لیس ہو کر جماعتِ احمدیہ کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی وسیع پیمانے پر کوشش کی گئی۔ لیکن ان تمام کوششوں کا نتیجہ صفر ہی رہا۔! اور جماعتِ احمدیہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کے وعدۂ الٰہی کے مطابق خلافتِ حقہ کے زیر سایہ فتح و ظفر کے میدان میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتی چلی جا رہی ہے۔

گویا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے ذریعہ عملاً ثابت فرمایا کہ مسلمانوں کا شاندار و پائیدار اور روشن مستقبل خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور وہ خلافت آج صرف جماعتِ احمدیہ میں ہی قائم ہے جس کی بشارت سیدنا حضرت رسول عربی صلعم نے چودہ سو سال قبل اپنی اُمت کو دی تھی۔

غرض ہماری زندگی اور ترقی کا دارومدار صرف اور صرف خلافت پر ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:—

"تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں۔ اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔"

(درس القرآن صفحہ ۷۲)

جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:—

"جو شخص وقت کے امام کو پہچانتا نہیں اور اس سے روگردانی کرتا ہے وہ اللہ کے حکم سے روگردانی کرنے والا ہے۔ پس اے میرے عزیز بھائیو! جو مقاماتِ قرب تمہیں حاصل ہیں اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شے نہیں۔ اُسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا مقام ہے نہ اس میں اپنی کوئی طاقت نہ اس میں اپنا کوئی علم۔ پس اس شخص کو نہ دیکھو۔ اس کرسی کو دیکھو جس پر خدا اور اس کے رسول نے اس شخص کو بٹھایا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے جس خلافت راشدہ کے وقت میں جتنے زیادہ خلفاء اس دوسرے سلسلہ کے ہوں گے یعنی سلسلۂ خلافت ائمہ کے جو مضبوطی کے ساتھ اس کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور جن کے سینہ میں دہی دل جو خلیفۂ وقت کے سینہ میں دھڑک رہا ہے دھڑک رہا ہوگا۔ آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسیہ اُن کو طاقت بخشتی رہے گی۔ آپ کے روحانی فیوض سے وہ حصہ لیتے رہیں گے۔ اتنا ہی زیادہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اور دنیا میں غالب آتا چلا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کے فضلوں کو انسان حاصل کرتا چلا جائے گا۔ لیکن جو شخص خلافتِ راشدہ کے دامن کو چھوڑتا اور خلافتِ راشدہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اُس شخص پر خدا تعالیٰ اپنی حقارت کی نظر ڈالتا ہے۔ اور اُس کے غضب اور قہر کے نیچے آ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کرے کہ ہم میں استثنائی طور پر بھی کوئی ایسا بدقسمت پیدا نہ ہو۔"

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر مورخہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۸ء)

درخواست ہائے دعا

(۱) خاکسار کے ہمزلف مکرم عبدالغنی صاحب کی شادی ہوئے نو سال کا عرصہ ہوا تاحال اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ موصوف درویشانِ کرام اور احبابِ جماعت سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں اولاد کی نعمت سے متمتع فرمائے آمین اسی طرح وہ نائک سے ترقی کر کے حوالدار بننے والے ہیں ان کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: بشارت احمد محمود مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ قادیان۔

(۲) مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سونگڑہ کے بچوں نے امتحان دیا ہے سب کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(مینیجر بدر قادیان)

(۳) میرے خالہ زاد بھائی ادریس بی۔ایس سی فائنل کا امتحان دے رہے ہیں۔ اسی طرح میرے کئی عزیز یونیورسٹی کا امتحان دے رہے ہیں سب کی نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: غلام مہدی ناصر انچارج مبلغ سورو

خلافتِ ثالثہ کے درخشندہ عہدِ مبارک میں
جماعتِ احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے

محمد انعام غوری

خدا تعالیٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ کے متعلق بشارت ثُمَّ تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے مطابق آپ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافتِ حقہ کا بابرکت نظام جاری ہوا۔ وہ تمام وعدے اور بشارتیں جو خلافت حقہ کے ذریعہ اُمتِ محمدیہ کو دی گئیں بفضلہٖ تعالیٰ روز روشن کی طرح پوری ہو رہی ہیں — یہ بابرکت زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں دائمی قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک عہد ہے۔ مطابق آیت استخلاف اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ تلاوت آیات۔ تزکیہ نفوس اور کتاب وحکمت کی تعلیم کا کام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں جاری ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ اور ہر صبح اور ہر شام بلکہ ہر ساعت خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوؤں سے معمور ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کے احسانات کو انسان تو شمار ہی نہیں کر سکتا ارشاد باری ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ ہے انسان کا عجز تو ہر حال البتہ شکر منعم واجب ہے اور تحدیث نعمت بھی خدائی احکام میں سے ایک حکم ہے خلافت ثالثہ کا درخشندہ دور شروع ہوئے ابھی دس ہی سال گزرے ہیں۔ مگر اس مختصر سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات اور افضال جماعت احمدیہ پر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس قدر اپنے پیار کے جلوے جماعت کو دکھائے ہیں کہ ان کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔

پیار بھرے جلوؤں کا کوئی بھی پہلو لے لیا جائے نور ہی نور ہے — جماعت کی روحانی ترقی اور تزکیہ نفوس کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تحریک تعلیم القرآن سے بھر پور ہو رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کا مبارک وقف عارضی کی تحریک ہے۔ تسبیح و تحمید و درود اور نوافل عبادات کا پروگرام ہے پھر اسلامی آداب اخلاق کی ترویج و اشاعت کی عظیم تحریک ہے۔ پھر اس کے بے شمار خوشکن نتائج ہیں اور اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے ان گنت پیار کے جلوے ہیں۔

اگر مالی قربانیوں کی توفیق پانے کے لحاظ سے جماعت کی حقیر کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں کا ذکر چھیڑا جائے تو فضل عمر فاؤنڈیشن ہے۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ ہے۔ نصرت جہاں آگے بڑھو اسکیم ہے تحریک جدید اور وقف جدید کے دفاتر سوم کا اجراء ہے۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کا عظیم الشان منصوبہ ہے۔ پھر ان کی آگے شاخیں در شاخیں ہیں جو تبلیغ اسلام۔ اشاعت قرآن اور نوع انسان کی بے لوث خدمت وغیرہ امور پر مشتمل ہیں۔ اور اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے حسین پیار کے جلوے اور اس کی تائید و نصرت کے روشن و چمکتے نشان ہیں۔

علوم جدیدہ، سائنس و فلسفہ وغیرہ کا مقابلہ کرنے کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ جماعت پر بے انتہا افضال نازل فرما رہا ہے۔

پھر شدید مخالفت کے ماحول میں جماعت کی روز افزوں ترقی اور اس کے پیش نظر وَسِّعْ مَکَانَکَ کے ارشاد کی تعمیل میں دیگر عمارتوں کے علاوہ مرکز سلسلہ میں شاندار اور نہایت آرام دہ چار گیسٹ ہاؤس کی تعمیر۔ خلافت لائبریری کی عظیم الشان عمارت کی تعمیر۔ اور پھر مرکز سلسلہ میں ایک خوبصورت، عظیم الشان جامع مسجد کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں خدا کے گھر تعمیر کرنے کی جو سعادت جماعت احمدیہ کو حاصل ہو رہی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بے انتہا انعامات میں سے ایک انعام ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیار و محبت کو ظاہر کرنے کے لئے مومنوں کو ابتلاء و آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔ ایسے مواقع پر تو گویا مومنین کی جماعت خدا کے پیار اور اس کے فضلوں، برکتوں اور رحمتوں سے اپنے دامنوں کو بھر بھر لیتی ہے — خلافت ثالثہ کے اس مختصر سے دور میں کا سب سے چھوٹے موٹے ابتلاء و آزمائشوں کے علاوہ ۱۹۷۴ء کا سال جماعت کے لئے ایک طرف بظاہر بے انتہا تلخیوں، دکھوں اور تکلیفوں کا سال بن کر آیا تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات اور ان گنت پیار کے جلوؤں کا گویا سیلاب لے کر آیا۔

حیران ہوں کہ کس واقعہ کو بیان کروں اور کس کو ترک کروں اور کس طرح بیان کروں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ ہی فرمایا ہے

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

تاہم مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی کے ملفوظات کے ذریعہ، اللہ تعالیٰ کے چند ایک انعامات اور اُس کے پیار کے جلوؤں کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات جو جماعت پر ہو رہے ہیں، ان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں اور اس کے وعدوں کے عین مطابق، جماعت احمدیہ بفضل اللہ تعالیٰ ۲۴ گھنٹے اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے دیکھتی ہے۔"

(افتتاحی خطاب بر موقعہ گیارہواں جلسہ سالانہ جماعتہائے احمدیہ انگلستان۔ بحوالہ اخبار بدر ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

"احباب کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ اپنے افضال نازل کر رہا ہے ہمیں جماعت احمدیہ کی اجتماعی زندگی میں روزانہ اللہ تعالیٰ کے پیار کے سینکڑوں جلوے نظر آتے ہیں۔"

(اختتامی خطاب بر موقعہ گیارہواں جلسہ سالانہ جماعتہائے احمدیہ انگلستان۔ بحوالہ بدر ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

اسی طرح جماعتہائے احمدیہ انگلستان کے سالانہ جلسہ ۱۹۷۵ء کے اختتامی خطاب کے دوران فرمایا:۔

"جب ہم اپنی جماعتی زندگی کے ۸۵ سالوں پر نظر ڈالتے اور پیچھلی طرف دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت اجاگر ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ ہر دن جو سورج طلوع ہوتا ہے وہ خدا کے فضلوں کو پہلے سے زیادہ ہم پر لے آتا ہے اور ہر رات جو ہم پر آتی ہے وہ حمد اور شکر کے نتیجہ میں ہمارے لئے لیلۃ القدر بن جاتی ہے۔ خطہ ہائے ارض کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والی رات —"

(بحوالہ اخبار بدر ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

یہ خوش فہمی، مبالغہ آرائی یا دعویٰ بلا دلیل نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک روشن و تابناک پس منظر ہے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے فضلوں اور رحمتوں اور پیار کے جلوؤں کا۔ ثبوت کے طور پر مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے چند ایک حوالجات حضور انور کے خطبات و تقاریر سے پیش ہیں۔

جماعت احمدیہ کے جذبۂ فدائیت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے جماعت میں جوانی، زندگی اور اُمنگ پائی جاتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ان میں قربانیوں میں آگے بڑھنے کا شوق اسی طرح بیدار ہے جس طرح حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں بیدار تھا۔ اور اس حرکت میں شدت جاری رہے گی۔"

نیز فرمایا:۔

"جس مادہ سے احمدیت کا قلعہ تیار ہوا ہے وہ محبتِ الٰہی، عشق رسولؐ، اسلام کے لئے قربانی و ایثار اور قرآن کریم کی عظمت اور اس یقین کا مادہ ہے کہ ہم نے سب کچھ خدا اور اس کے رسول سے حاصل کرنا ہے۔ اس قلعہ کو کوئی مسمار نہیں کر سکتا۔"

(خطاب بر موقعہ ۳۵ ویں مجلس مشاورت بحوالہ اخبار بدر ۱۱ مئی ۱۹۷۲ء)

مجموعی طور پر مالی قربانیوں کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں نظام خلافت قائم فرمایا۔ خلیفۂ وقت کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ روحانی بند (DAM) بنائے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے علاوہ اور بہت سے اہم کاموں کے تحریک جدید کے نام سے ایک بہت بڑا روحانی بند تعمیر کیا...... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت احمدیہ کو اتنی روحانی قوت عطا ہوئی کہ روئے زمین پر جماعت احمدیہ کی شکل بدل گئی.......

پھر خلافت ثالثہ کے زمانہ میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے نام سے ایک

چھوٹا سا رُوحانی بند تعمیر کیا گیا۔ اس سے بھی خدا کے فضل سے جماعت کو بہت ترقی مل رہی ہے۔ اس سے ذرا بڑا بند نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے نام سے بنایا گیا اس روحانی بند کے ذریعہ مغربی افریقہ کے اندر سولہ ہسپتال قائم ہو گئے اور بہت سے نئے سکول اور کالج کھل گئے۔۔۔

۔۔۔۔ جماعت احمدیہ کی رُوحانی ترقی میں شدت پیدا کرنے کے لئے اب ایک اور زبردست رُوحانی بند صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

دراصل یہ ایک زبردست تیاری ہے نئی صدی کے استقبال کی۔۔۔۔۔۔

اور جیسا کہ مَیں نے اعلان کیا تھا کہ مَیں علیٰ وجہ البصیرت (انسان ہوں اس لئے غلطی کر سکتا ہوں) اس یقین پر قائم ہوں کہ جب ہم دوسری صدی میں داخل ہوں گے تو جماعت احمدیہ کی زندگی کی یہ دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ اپریل ۱۹۷۴ء بحوالہ اخبار بدر ۲ مئی ۱۹۷۴ء)

اللہ تعالیٰ سے تجارت

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی رقم کے متعلق بعض دوستوں کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی کہ جس طرح فضل عمر فاؤنڈیشن کی رقم کے ذریعہ کمپنیوں کے حصص خرید کر منافع کمایا جا رہا ہے اسی طرح اس رقم کو بھی نفع مند کاموں میں لگا کر منافع سے افریقہ میں سکول اور ہسپتال وغیرہ کھولے جائیں۔ اصل زر کو نہ استعمال کیا جائے۔ اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"کمپنیاں تو ایک حد تک منافع دے سکتی ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چند سال بعد وہ منافع دینا بند کر دیں اور کئی کمپنیاں نقصان میں جا رہی ہیں مَیں تو جس سے تجارت کرتا ہوں وہ دو چار یا آٹھ دس گنا ہی نفع نہیں دیتا وہ تو بغیر حساب دیتا ہے مَیں اُس سے تجارت کروں گا۔ جو بڑا دیالو ہے اور جب دینے پر آتا ہے تو دیتا ہی چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔

اللہ اکبر جس سے مَیں نے تجارت کی تھی اس نے ہمارے اعتماد کو ایسے رنگ میں پورا کیا کہ دل اُس کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو گیا۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء بحوالہ اخبار بدر ۱۲ فروری ۱۹۷۶ء)

ڈاکٹروں کے کام میں غیر معمولی برکت

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک واضح مثال دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے ڈاکٹروں کے کام میں کیسی عظیم الشان برکت ڈالی اور انہیں اپنے کیسے کیسے غیر معمولی نشانوں سے نوازا۔ اس کا اندازہ اس ایک مثال سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ڈاکٹر جسے ہم نے کام شروع کرنے کے لئے صرف پانچ سو پونڈ دیئے تھے وہ چند سال بعد ستر ہزار پونڈ سیونگ وہاں چھوڑ کر آیا۔"

"ہمارے کام کی وسعت کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑے مالدار ہیں۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ جہاں تک مال کا تعلق ہے ہم غریب ہیں لیکن جہاں تک برکت کا تعلق ہے ہم جیسا امیر کوئی نہیں۔ ہماری اصل دولت اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہے۔"

(اختتامی خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعتہائے احمدیہ انگلستان ۱۹۷۵ء بحوالہ اخبار بدر ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

ڈاکٹروں کے ہاتھ میں شفا

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کا ایک جلوہ اس طرح دکھایا کہ احمدی ڈاکٹروں کے ہاتھ میں شفا رکھ دی۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے دوسرے ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کو چھوڑ کر ہمارے ڈاکٹروں کی خدمات لینا شروع کر دیں اور اس کا ایک غیر معمولی اثر پیدا ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ضمن میں فرمایا:۔

"ایک نشان اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر فرمایا کہ اس نے اپنے فضل سے ہمارے ڈاکٹروں کے ہاتھ میں شفا رکھ دی۔ ایسے مریض جنہیں دوسرے ڈاکٹر لا علاج قرار دے چکے تھے ہمارے ہسپتالوں میں علاج کے لئے آئے اور بفضل اللہ شفایاب ہو کر واپس لوٹے۔"

"جب ہمارے ایک ہسپتال میں اُس ملک کے ایک وزیر علاج کے لئے آئے تو لوگوں نے ان سے کہا آپ خود اپنے ہی ملک کے بہت بڑے ہسپتال کو چھوڑ کر نسبتاً اس چھوٹے ہسپتال میں کیوں آئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ یہاں دوا ہی نہیں ملتی شفاء بھی ملتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور قبولیت کا عظیم الشان نشان"

(اختتامی خطاب بر موقعہ گیارہواں جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۷۵ء بحوالہ اخبار بدر ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

پانچ سالہ وعدہ کو دو سال کے اندر پورا کرنے کی توفیق

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغربی افریقہ میں ہسپتال اور مدارس کھولنے کے متعلق فرمایا تھا کہ مناسب سال یا جلد سے جلد ہو سکے تو پانچ سال میں یہ وعدہ پورا ہو سکے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا اور اپنے پیار کا ایسا جلوہ دکھایا کہ دو سال کے اندر ہی یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ یہ دیکھ اور سن کر ایک امریکن جو غانا میں قبائلیوں کے رہن سہن وغیرہ کے متعلق مقالہ لکھنے کے سلسلہ میں مقیم تھا۔ پھرتے پھرتے وہ ربوہ بھی پہنچا اور احمدی دوستوں سے اس امر پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"امریکہ یہ وعدہ کرتا تو ڈیڑھ دو سال میں وہ اپنا یہ وعدہ پورا نہ کر سکتا تھا لیکن جماعت احمدیہ نے اسے پورا کر دیا۔"

(اخبار بدر مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۷۶ء)

اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"بات یہ ہے کہ ہم اس مٹی سے بنے ہوئے ہیں جو دُنیا کی نگاہ میں حقیر ہے لیکن خدا کے ہاتھ میں اس کا آلۂ کار بن چکی ہے۔ خدا فضل کرتا ہے اور کامیابیاں عطا کرتا ہے ورنہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔ نتیجے اور تدبیر اور کوشش کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ نومبر ۱۹۷۵ء بحوالہ بدر ۲۲ جنوری ۱۹۷۶ء)

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ میں غیر معمولی برکت اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت

۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک عظیم الشان منصوبہ، صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے نام سے جماعت کے سامنے رکھا۔ حمد و عزم پر مشتمل یہ عظیم الشان منصوبہ دراصل اگلی صدی جو غلبۂ اسلام کی صدی ہے اس کے استقبال کی تیاری کے لئے ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی اس آسمانی مہم کے لئے جماعت سے ڈھائی کروڑ روپے کا مطالبہ فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل فرمایا اور جماعت کو قربانی کی ایسی توفیق عطا فرمائی کہ اس غریب جماعت نے اس عظیم الشان منصوبہ کے لئے گیارہ کروڑ سے زائد کے وعدے پیش کر دیئے اور سال بسال اس کی ادائیگی ہوتی جا رہی ہے اور دُنیا بھر میں نئے تبلیغی مراکز کھولنے۔ مساجد بنانے۔ قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے وغیرہ اہم امور کو رُوبہ عمل لایا جا رہا ہے۔

اس عظیم الشان منصوبہ کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک نہایت بڑا منصوبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت ڈالی ہے اور شروع ہی میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ایسے آثار ظاہر ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی قربانی کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے۔ اور فرشتے تیاریاں کر کے ہماری ضرورتیں پوری کر رہے ہیں۔"

اس ضمن میں صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے عظیم منصوبے کے تحت سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں تعمیر ہونے والی مسجد کی سنگِ بنیاد کی تقریب پر ظاہر ہونے والے ایک خاص نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"جس روز میں نے سویڈن کی اس سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا اس سے کئی روز پہلے سے وہاں شدید بارش ہو رہی تھی۔ محکمہ موسمیات نے پیشگوئی کی تھی کہ آئندہ کئی روز تک بارش کا سلسلہ جاری رہے گا۔ چنانچہ تقریب سے ایک روز قبل مَیں نے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ اے خدا ہم یہاں تیرے گھر کی بنیاد رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں تیرے گھر کی بنیاد رکھنے کے لئے تیرے علم کی رُو سے جس قسم کے موسم کی ضرورت ہو تو ویسا ہی موسم ہمیں دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ دُعا قبول فرمائی۔ جب ہم صبح اُٹھے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی اور موسم بہت اچھا تھا۔ سنگِ بنیاد کی تقریب بہت آرام اور سہولت سے منعقد ہوئی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء بحوالہ بدر ۱۲ فروری ۱۹۷۶ء)

جماعتِ احمدیہ کی دولت

جماعتِ احمدیہ کی یہ حقیر قربانی جو جوبلی فنڈ کے رنگ میں دُنیا کے سامنے آئی، دُنیا کے لئے حیران کن تھی نادان لوگ انگشت بدنداں رہ گئے کہ مٹھی بھر جماعت اور کروڑوں کے وعدے۔!! حاسدین کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں اُٹھیں۔ اُن کی راتوں کی نیند اُڑ گئی اور دن کا چین کھو گیا۔ چنانچہ اس اضطراب کو دُور کرنے اور حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے انہوں نے بہت کچھ کیا بہرحال اس بات پر دُنیا حیران ہے کہ آخر جماعت احمدیہ کے پاس اتنا پیسہ آتا کہاں سے ہے؟ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ایمان افروز حقیقت بیان فرمائی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہماری دولت یہ سونا چاندی کے سکے اور ہیرے جواہرات کے انبار نہیں ہیں۔ ہماری دولت تو وہ مخلص دل ہے جو ایک مومن سینہ کے اندر دھڑک رہا ہے جب تک یہ دل ہمارے ہیں اور جب تک ان سینوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے پیسے کی کمی پیدا ہوتی ہے

وہ تو اگر ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسمان سے پھینکے گا اور زمین ہمارے لئے دولت اگلے گی۔ اگر کسی جگہ ہمیں بے تدبیر اور اپاہج کرنے کی کوشش کی گئی تو ہماری کوشش کے بغیر ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ نومبر ۱۹۷۵ء بحوالہ بدر ۲۲ جنوری ۱۹۷۶ء)

جماعت احمدیہ علمی میدان میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مقام پر فرمایا ہے:۔

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی اور نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔" (تجلیات الٰہیہ)

سو اللہ تعالیٰ کا فضل اس رنگ میں بھی جماعت پر ظاہر ہو رہا ہے کہ جماعت کے نوجوان علوم جدیدہ میں آگے بڑھ رہے ہیں اور دوسروں پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فضل کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ وہ احمدی بچوں کو بڑے اچھے ذہن عطا کر رہا ہے۔ جہاں ہمارے بچے مختلف امتحانات میں اعلیٰ کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں وہاں ہماری بچیاں بھی تعلیمی میدان میں پیچھے نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ اگست ۱۹۷۵ء بحوالہ بدر ۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

نیز فرمایا:۔

"جماعت احمدیہ کا ذہن اور ذہانت میدان میں کھڑا ہے اور اسلام کو پسپا نہ ہونے دے گا۔ علوم جدید ہی پسپا ہوں گے اور ان کے مقابلہ میں اسلام فتح پائے گا۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء بحوالہ بدر ۱۲ فروری ۱۹۷۶ء)

پھر بین الاقوامی سطح پر جماعت احمدیہ کو علمی میدان میں آگے لانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہم بین الاقوامی سطح پر ستر پچھتر فیصد سے اوپر نمبر لینے والے دو تین سو بچے پیدا کرنے لگیں تو اس کا بہت اثر ہو سکتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر اس کے بہت اچھے نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ اگست ۱۹۷۵ء بحوالہ بدر ۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

پھر حضور نے ذہین بچوں کی استعداد کو ابھارنے اور انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر بھجوانے کا بندوبست کرنے کے لئے حضور انور نے جماعت کو خصوصی توجہ دلائی ہے اور اس ضمن میں جماعت نے Merit Scholarship بھی پیش کئے ہیں۔

عظیم ابتلاء اور خدا تعالیٰ کے پیار کے حسین جلوے

۱۹۷۴ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے سخت ابتلاء اور آزمائش کا سال تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کرنے کا سال تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار پیار کے جلوؤں کے مشاہدہ کرنے کا سال تھا۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اس سال ہمارے لئے کچھ برکتیں اور رحمتیں نئی شکل میں آسمان سے نازل ہوئیں .... تلخیاں پیدا کی گئیں، مکان جلائے اور لوٹے گئے، دکانیں لوٹی اور جلائی گئیں۔ انسانی زندگی میں بظاہر یہ واقعات بڑی تلخیاں لئے ہوئے تھے۔ لیکن عجیب شان ہے خدا تعالیٰ کی جس نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل چودہ سو سال بعد اس زمانہ میں آپ سے پیار کرنے والے ایسے لوگ پیدا کئے کہ جو سب کچھ لٹا کر مسکراتے چہروں کے ساتھ میرے پاس آتے تھے اور مجھے یہ کہتے تھے کہ خدا نے ہمارے مال لے کر ہمیں قربانیوں کی توفیق دی۔ اور اس کی رحمتوں کے جلوے ہم نے اپنی زندگیوں میں دیکھے دنیا ... میں تلخیاں سمجھتی تھی لیکن خدا کے یہ محبوب بندے خدا کا پیار سمجھتے تھے اور کہتے تھے خدا تعالیٰ نے ایک اور موقع دیا اس بات کے اظہار کا کہ ہم واقعہ میں اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور اس سے پیار کا تعلق رکھنے والے ہیں۔"

(افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء بحوالہ بدر ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء)

جہاں اللہ تعالیٰ نے اس سال جماعت کو غیر معمولی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائی وہاں مثالی صبر و استقامت بھی عطا فرمایا۔ بے انتہا دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بفضلہ تعالیٰ مجموعی طور پر جماعت روحانی طور پر بہت ترقی کر گئی۔ حتیٰ کہ کمزور ایمان والے بھی مضبوط اور غیر متزلزل ایمان کے مالک بن گئے۔ جماعت کے افراد نے اللہ تعالیٰ کے پیار کو اس سال بہت قریب سے مشاہدہ کیا۔ دلوں پر سکینت اترتے محسوس کیا۔ حضور انور کا تو کیا کہنا خود جماعت کے ہزارہا افراد نے ان دنوں میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست تسلیاں حاصل کیں۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"جس وقت ہم دنیا سے تنگ آکر اپنے خدا کی طرف رجوع کرتے اور عاجزانہ اس کے دامن کو پکڑ کر اس سے کہتے کہ اے خدا! دنیا نے ہمیں چھوڑ دیا پر تو ہمیں نہ دھتکارنا۔ ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ہمیں اپنے سے علیحدہ نہ کرنا۔ ہماری اس عاجزانہ پکار پر وہ بڑے پیار سے ہمیں تسلی دلاتا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ جماعت کے ہزارہا آدمیوں کو اس نے ان دنوں میں تسلیاں دلائیں اور اتنے پیار سے دلائیں کہ انسان کو حیرت ہوتی ہے۔"

(افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء بحوالہ بدر ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء)

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کا کس قدر حسین جلوہ ہے کہ اس قدر تلخیاں اور دکھ تکالیف مل کر بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے چہروں سے مسکراہٹیں تک نہ چھین سکے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں نے کئی بار احباب کو بتایا ہے کہ ہمارے چہروں پر مسکراہٹوں کی کوئی دنیوی وجہ نہیں ہے اور نہ دنیا ہماری مسکراہٹوں کو چھین سکتی ہے۔ کیونکہ ہماری مسکراہٹوں اور ہماری بشاشت کا منبع اللہ تعالیٰ کی وہ بشارتیں ہیں جو جماعت احمدیہ کی ترقی اور اسلام کے غلبہ کے متعلق حضرت مہدی معہود علیہ السلام کو دی گئی ہیں۔ ہماری مسکراہٹوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا وہ پیار ہے جس کا آئے دن ہم میں سے ہر شخص جو روحانیت رکھتا ہے اور اخلاص رکھتا ہے، وہ ایسے بجا طور پر مشاہدہ کرتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۳ء بحوالہ بدر ۱۰ جنوری ۱۹۷۴ء)

بنی نوع انسان سے پیار کرنے والی جماعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی اس رنگ میں تربیت فرمائی کہ جماعت بفضلہ تعالیٰ مجسم عفو بن گئی۔ تکالیف پہنچانے والوں کے لئے بھی دعائیں کرنے کی حضور نے جماعت کو تلقین فرمائی اور بار بار تاکید فرمائی کہ کسی کے لئے بد دعا نہیں کرنی۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"کسی کے لئے ہم نے بد دعا نہیں کرنی۔ ہاں یاد رکھو بالکل نہیں کرنی خدا تعالیٰ نے ہمیں دعائیں کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے ہم نے کسی کو نہ دکھ پہنچانا ہے اور نہ کسی کے لئے بد دعا کرنی ہے۔ آپ نے ہر ایک کے لئے خیر مانگنی ہے یاد رکھو ہماری جماعت ہر ایک انسان کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جون ۱۹۷۴ء بحوالہ بدر ۵ ستمبر ۱۹۷۴ء)

خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوؤں کا مشاہدہ کر کر کے جماعت احمدیہ نے واقعی بنی نوع انسان سے بھی پیار کرنا سیکھ لیا ہے۔ بلکہ یہ خصوصیت صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی میں پائی جاتی ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تعلق میں فرمایا:۔

"خدا نے ہمیں انسان سے پیار کرنا سکھایا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے انسان کو سب سے بڑی نعمت ہی یہ عطا کی ہے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی گئی ہے جو انسان سے انسان کی حیثیت سے پیار کرتی ہے .... اور آدم سے لے کر اس وقت تک کوئی ایسا واقعہ تاریخ نے ریکارڈ نہیں کیا کہ پیار نے شکست کھائی ہو اور نفرت اور حقارت نے کامیابی حاصل کی ہو۔ آخر کار پیار کی جیت ہوتی ہے اور میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اب بھی آخر کار پیار ہی انشاء اللہ جیتے گا۔ مہدی علیہ السلام کے سپرد یہ کام ہوا ہے اس کے نتیجہ میں ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے لگ جائیگی اور پیار میں تڑپ کر آپ کی جھولی میں آگرے گی اور خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے لگے گی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۵ء بحوالہ اخبار بدر ۱۱ مارچ ۱۹۷۶ء)

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں پیار و محبت کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لوگوں کے دل جیتے جا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ہر طرف پیار ہی پیار اور امن اور سلامتی کی فضا پیدا ہو جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"خدا نے احمدیت کے ذریعہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔ آسمانوں پر خدا کا یہ فیصلہ ہے اور زمین پر جاری ہو چکا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ساری دنیا پر غالب آئیگا۔ خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے جس طرح ہم دیکھتے ہیں اسی طرح دنیا کے تمام ممالک اور اقوام بھی دیکھیں گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ مئی ۱۹۷۵ء۔ بحوالہ بدر ۱۲ جون ۱۹۷۵ء)

نعمتِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

از مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے مبلغ یادگیر

انعاماتِ خداوندی میں سے خلافت کا انعام بھی ایک عظیم الشان اور بے نظیر انعام ہے۔ مختلف اقوام و ملل اس انعامِ الٰہی سے مختلف ادوار میں نوازی گئیں۔ اور انعام خلافت سے اس وقت تک سرفراز رہیں۔ جب تک کہ انہوں نے اور ان کی نسلوں نے اس ربانی عطیے کی قدر کی اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتی رہیں۔ لیکن جونہی ان اقوام نے اس کی ناقدری کی اور ان فرائض اور ذمہ داریوں کو پس پشت ڈالا۔ یا اس کی حفاظت سے منہ موڑا۔ جو ان پر واجب اور فرض تھی۔ تو ربِ جلیل نے بھی دستِ شفقت کھینچ لیا۔ اور انہیں اس انعام سے محروم کر دیا۔

بنی اسرائیل کی نعمتِ خلافت سے محرومی

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی رحمتوں۔ برکتوں اور انعاموں کے دروازے موسلا دھار بارش کی طرح کھول رکھے تھے۔ اور اس قوم کو ظاہری اور باطنی۔ روحانی اور جسمانی ہر قسم کے انعامات سے مالا مال کر رکھا تھا۔ اور وہ اس دور کی اعلیٰ اور ممتاز ترین قوم روئے زمین پر گردانی جاتی تھی۔ الغرض زمینی بادشاہت بھی ان کو عطا تھی اور روحانی سلطنت سماوی کے بھی وارث تھے۔ جب تک اس قوم نے اپنے فرائض کو سمجھا اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا۔ نصرت الٰہی ان کے شاملِ حال رہی۔ لیکن جب اس قوم نے ان انعامات کی ناقدری کی اور عباد الرحمٰن کو ستایا۔ اور انبیاء علیہم السّلام کے خون ناحق سے اپنے ناپاک ہاتھوں کو رنگا۔ تو خدا تعالیٰ نے ان سے وہ نعمتیں چھین لیں۔ نتیجۃً یہ قوم مغضوب قرار دے دی گئی۔ ذلت و رسوائی اُن کیلئے مقدر کر دی گئی۔

خلافتِ اسلامیہ کی ابتداء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبکہ صحابہؓ مارے غم کے دیوانے ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ خلافت حقہ اسلامیہ کی ابتداء ہوئی۔

اور جب تک مسلمان توحید پر قائم رہے۔ خلافت سے وابستہ رہے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ اس قوم کا ستارہ بلند رہا۔ ہر جگہ ہر مقام پر فتح و ظفر ان کے قدم چومتی رہی۔ ربّ ذوالجلال نے انہیں بادشاہتوں سے سرفراز کیا۔ حکومتوں سے نوازا۔ روحانی اور مادی علوم سے بہرہ ور کیا۔ اور دائمی لقب خیر اُمّت عطا فرمایا۔

انحطاط کا دور

لیکن جیسا کہ پہلی قوموں کی نافرمانیوں۔ بداعمالیوں۔ فرائض سے لاپرواہی اور جادۂ صراط سے دور ہو جانے کے باعث آسمانی اور زمینی انعامات چھین لئے گئے۔ بعینہٖ اسی طرح اہل اسلام کی اسلام سے دُوری اور اباحتوں میں پڑ جانے کے باعث اللہ تعالیٰ نے عظیم روحانی انعام۔ انعام خلافت مسلمانوں سے لمبے عرصہ کے لئے چھین لیا۔ اور اس انعام کے چھن جانے کے باعث مسلمان قعر مذلّت میں پڑ گئے۔ اور اپنی ساری ساکھ کھو بیٹھے۔ اور اُمّتِ محمدیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ مسلمان پراگندہ بھیڑوں کی طرح ہو گئے۔ مسلمان گاڑی کے اُن ڈبوں کی طرح ہو گئے جو بغیر انجن کے کسی ایک طرف پڑے ہو ئے ہوں۔

عہد کا دن

لیکن خدا تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ پر پھر رحم فرمایا اور اس کی تازگی کے پھر سے سامان فرمائے اور وہ عہد کا دن جس کی بشارت پہلے آنحضرت صلعم نے دی تھی۔ اور جس کا صدیوں سے انتظار کرتے ہوئے سینکڑوں۔ علماء۔ اولیاء اور اصفیاء گذر گئے۔

وہ بابرکت اور مقدس عہد کا دن حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ذریعہ قریباً سو سال پہلے طلوع ہو چکا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت مہدی علیہ السّلام کے ذریعہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی داغ بیل ڈالی۔

خلافت کا قیام

اس عہد کے دن میں جو حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ذریعہ طلوع ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ مومنوں پر پھر رجوع برحمت ہوا۔ اور وہ خلافت کا انعام جو اُمّتِ محمدیہ سے چھن چکا تھا۔ الٰہی وعدوں کے مطابق وہ انعام حضرت مہدی معہود علیہ السّلام کی جماعت کو عطا ہوا۔ اور اصحاب مہدی علیہ السّلام ۵۲ سال سے اس نعمتِ الٰہی سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور وہ شجرۂ طیبہ جس کی تخم ریزی حضرت اقدس مہدی علیہ السّلام کے دستِ مبارک سے ہوئی اس کی آبیاری خلفائے احمدیت کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ اور وہ اب تنہا پودا ایک تناور درخت بن چکا ہے۔

خلافتِ احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں

سیدنا حضرت مہدی علیہ السّلام کے فرمودات کے مطابق خلافت کا ہونا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ اور یہ دائمی ہے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔" (الوصیت)

پھر فرمایا:۔

"تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے رہو۔"

(الوصیت)

سیدنا حضرت مہدی معہود علیہ السّلام کے ہر دو اقتباسات سے صاف ظاہر ہے۔ حضرت مہدی علیہ السّلام ... قدرتِ ثانیہ کا دیکھنا نہایت ضروری ہے۔ یعنی مسیح پاک علیہ السلام کے بعد خلافت کا قیام نہایت ضروری ہے ورنہ بعثت مہدی علیہ السّلام ادھوری اور نامکمل ٹھہرتی ہے۔ گویا ملّت کیلئے خلافت کا ہونا اس کی زندگی کی علامت ہے۔

اسی طرح حضرت مہدی معہود علیہ السّلام ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:۔

"انبیاء جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ صداقت کی اشاعت کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ قدرتِ ثانیہ کے مظاہر سے کام لیتا ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباس سے بھی صاف اور روشن طور پر واضح ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کی وفات کے بعد تکمیل اشاعت کے لئے قدرتِ ثانیہ کے مظاہرین کا وجود از بس ضروری ہے۔ سو ضروری تھا کہ جماعت میں ان مظاہرین کا ظہور ہو۔ سو الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ میں اس قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا۔ یعنی خلافت قائم ہوئی۔ جو کہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم انعام ہے۔ لہٰذا اس انعام سے تا قیامت متمتع ہونے کے لئے جماعت پر بڑی اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مختصراً چند ذمہ داریوں کا ذکر کرتا ہوں:۔

پہلی ذمہ داری جو نہایت ہی اہم اور ضروری ہے۔ اور جس کو قرآن پاک نے ضروری قرار دیا ہے۔ ایمان پر قائم رہنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تک اس کے وصول پر پختہ ایمان رکھنا اور پھر یہ بھی ایمان رکھنا کہ خلافت برحق ہے۔ اور منجانب اللہ ہے اور اس کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔

دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اعمالِ صالحہ بجا لاتے رہیں۔ اور کبھی بھی ہمارا عمل غیر صالح نہ ہو۔

تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم تمکنتِ دین میں امام وقت اور نظامِ سلسلہ کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور کبھی بھی اس سے غافل نہ ہوں۔

چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم عباداتِ الٰہیہ میں مصروف رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی التزام کے ساتھ پابندی کریں۔ حتی الامکان تہجد ادا کریں۔ رمضان المبارک

کے روزے رکھیں۔ حج کی توفیق ہو حج کریں۔ سوائے مجبوریوں کے۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ صدقات وخیرات میں حصہ لیں۔ سلسلہ کی طرف سے مطلوبہ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور حلم۔ عاجزی۔ انکساری سے زندگی بسر کریں۔ ہر رات ڈر ڈر کر گذاریں۔ اور ہر دن ذکر الٰہی میں کٹے۔ گویا اپنے رب کے حضور گردن جھکی رہے۔

پانچویں ذمہ داری یہ ہے کہ شرک سے کلی مجتنب رہیں۔ یہ ایک عظیم گناہ ہے۔ اور یہ ایک ایسا زہر ہے کہ جس کو کھا کر کوئی انسان روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سے بچنا بہت ہی لازمی ہے۔

چھٹی ذمہ داری یہ ہے کہ کفران نعمت سے ہمیشہ مجتنب رہیں۔

ساتویں ذمہ داری یہ ہے کہ فسق و فجور۔ منہیات سے دور رہیں۔

آٹھویں ذمہ داری یہ ہے۔ کہ خلافت کی ظاہری و باطنی حفاظت کے لئے ہمیں کوشاں رہنا چاہیئے۔

نویں ذمہ داری یہ ہے کہ خلافت کے دوام۔ خلیفہ وقت کی صحت درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں اجتماعی اور انفرادی طور پر کرنی چاہیں۔

دسویں ذمہ داری یہ ہے۔ کہ تکمیل اشاعت کے لئے خلیفہ وقت کے ہاتھ پر اپنی جانیں اپنے مال۔ اپنی اولادیں اپنے اوقات وقف کرنے چاہئیں۔ اور امام وقت کی آواز پر دیوانہ وار داہمے۔ درمے۔ سخنے قربان ہو جانا چاہیئے۔

الغرض ذمہ داریوں کا ایک وسیع دفتر ہے۔ جس کو یہاں بیان کرنا محال ہے۔ اسی ضمن میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اقتباس پیش کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ وناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے۔ سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اسلام کی آواز پست نہ ہو۔ خدا کا نام ماند نہ پڑے۔ قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں سے عمل کراؤ۔ زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں ہوتے رہیں۔ خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو صداقت تمہارا زیور امانت تمہارا حسن اور تقوی تمہارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔ آمین“ (الفضل ۸ار نومبر ۱۹۶۵ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی نعمت سے ہمیں ہمیشہ سرفراز رکھے۔ اور خلافت کا مقدس و بابرکت سایہ ابد الآباد تک جماعت کے سر پر قائم رکھے۔ اور فرزندان احمدیت کو ہمیشہ توفیق دیتا رہے اور سعادت بخشتا رہے۔ کہ وہ شمع خلافت پر پروانہ وار جانیں نثار کرتے رہیں۔ اور خلافت کے سایہ میں ملک ملک۔ شہر شہر اور قریہ قریہ توحید کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرا تے جائیں۔ آمین :

اخبار قادیان

—— مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب حبیب آف لندن مورخہ ۲۰ـ۳ـ۷۶ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۲۵ـ۳ـ۷۶ کو واپس تشریف لے گئے۔

—— مکرم ظفر احمد صاحب بانی کلکتہ سے مورخہ ۲۳ـ۳ـ۷۶ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۲۶ـ۳ـ۷۶ کو واپس تشریف لے گئے۔

درخواست دعا

میری والدہ محترمہ انور صبیح النساء صاحبہ ایک عرصہ سے علیل ہیں۔ ڈاکٹروں نے CEREBRAL ATTACHEIA تجویز کیا ہے۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اُن کی شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے درد مندانہ دعا فرمائیں۔ نیز خاکسار نے (بذا ہم) B.Sc. کا امتحان دیا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار شکیل احمد حیدرآباد۔

اعلانات نکاح

۱۔ مورخہ ۶ ہجرت (۶ مئی ۱۹۷۶ء) بروز جمعرات بعد نماز عصر خاکسار نے عزیزہ عظمت النساء کوثر بنت مکرم سید عبد الغفار صاحب پاشا کا نکاح مکرم مشتاق احمد صاحب ولد مکرم محمد عمر صاحب مرحوم کے ساتھ دو ہزار ایک سو چھبیس روپے ۲۱۲۶/- حق مہر کے عوض پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

فریقین نے شکرانہ فنڈ میں ۱۰/- روپے۔ درویش فنڈ میں ۱۰/- روپے شادی فنڈ میں ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ۱۰/- روپے ادا فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ خیرا۔

خاکسار۔ فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ۔

۲۔ مورخہ ۶ـ۵ـ۷۶ء بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد سورو میں خاکسار کی بیٹی عزیزہ قمر النساء کے نکاح کا اعلان مکرم شیخ اللہ داد صاحب ولد مکرم شیخ ابنو صاحب کے ساتھ ایک ہزار روپے مہر پر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی نے فرمایا اس تقریب میں غیر از جماعت احباب بھی شریک تھے۔

بزرگان سلسلہ اور قارئین کرام اخبار بدر سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ بغرض دعا شادی فنڈ کی مد میں ۱۲/- روپے۔ درویش فنڈ میں ۱۲/- روپے اور اعانت بدر میں ۵/- روپے ادا کئے گئے ہیں۔

خاکسار۔ محمد صادق علی احمدی جماعت احمدیہ سورو۔

۳۔ مورخہ یکم مئی ۱۹۷۶ء کو خاکسار کے چھوٹے بھائی عبد الکریم کا نکاح مسماۃ حمیدہ بیگم صاحبہ دختر میاں محمد شفیع صاحب صدر جماعت چارکوٹ سے مبلغ ۲۵۰/- روپے حق مہر پر ہوا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو فریقین کے لئے موجب برکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔

اس خوشی میں مبلغ ۱۲/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

خاکسار۔ بشیر احمد پردیسی چارکوٹ (پونچھ)

لندن میں ایک شادی کی تقریب

میری بچی ناصرہ پروین کے رخصتانہ کی تقریب مقامی ہال میں ۲۴ ر اپریل شام کو منعقد ہوئی جس میں مقامی اور دوسری احمدی جماعتوں کے علاوہ چند انگریز بھی شامل تھے۔ پردے کا علیحدہ انتظام تھا۔ بشیر احمد صاحب شیدا نے تلاوت کلام مجید کی اور بعد میں مقامی امام مڈل سکس جناب نسیم احمد صاحب باجوہ نے مختصر تقریر کے بعد دعا کرائی اور پھر رخصتی عمل میں آئی۔ عزیزی کا نکاح ۱۹۷۵ء کو مسجد لندن میں مکرم منیر الدین صاحب شمس نائب امام نے عزیزم سید حفیظ اللہ شاہ ابن مکرم سید مہدی حسین شاہ صاحب مرحوم ایگزیکٹو انجنیئر حیدرآباد کے ساتھ ایک ہزار ایک سو پونڈ حق مہر پر پڑھا تھا۔ عزیزم حفیظ صاحب کی دعوت ولیمہ بیت محمود ہال لندن میں ۲۵ ر اپریل ۱۹۷۶ء کو دوپہر کو ہوا۔ اس میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن نے شرکت فرمائی۔ اور چوہدری صاحب نے دعا فرمائی۔ احباب جماعت بزرگان و درویشان سے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں خوشیوں سے نوازے اور یہ کبھی باغ احمدیت میں خوشنما پھول بن کر ابھریں۔ آمین

خاکسار۔ بشیر احمد شاکر لندن

کینیڈا میں ایک شادی کی تقریب

میری لڑکی عزیزہ ریحانہ چوہدری کی شادی خانہ آبادی ہمراہ عزیز اقبال احمد خان صاحب بی۔ ایس۔ سی انجنیئرنگ مورخہ ۱۰ ر اپریل ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ اٹاوہ (کینیڈا) میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی خانہ آبادی کو موجب رحمت و برکت بنائے۔ آمین۔

خاکسار۔ چوہدری عبد اللطیف کینیڈا۔

موصوف نے اس خوشی میں مبلغ ۱۵/- روپے درشادی فنڈ میں ادا فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خلافت عالمِ اسلام کے رُوحانی اتحاد کا واحد ذریعہ - بقیہ اداریہ صفحہ ۲

اِس وقت عالم اسلام کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے اتحاد کی۔ لیکن جس صورت میں کہ برادرانِ اسلام ساری ہی دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، دُنیا کا کوئی بھی خطہ مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد جہاں اسلامی ممالک میں بود وباش رکھتی ہے تو باقی دنیا بھی مسلمانوں سے خالی نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دُنیا کا کوئی متمدن ملک شاذ ہی ایسا ہوگا جہاں اسلام کے نام لیوا موجود نہ ہوں۔ اب ان مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کا اتحاد سیاسی نقطۂ نظر سے تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلئے کہ ہر مُلک کی سیاست جُدا جُدا ہے۔ اور ہر مُلک کے حالات جُدا جُدا ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ عالمِ اسلام کے اتحاد کے لئے سیاست سے ہٹ کر کسی دوسری بنیاد کی تلاش کی جائے۔ اور وہ بنیاد ایسی ہو کہ مُلکی سیاسیات میں اُلجھے بغیر رُوئے زمین کے مسلمانوں کو کلمۂ واحدہ پر جمع کیا جاسکے۔ اور وہ بُنیاد ہے رُوحانیت! جو ایک طرف اسلام کی رُوحِ رواں ہے اور دُوسری طرف مسلمانوں کے اتحاد کا مضبوط شیرازہ۔

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں عرض کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو مسلمانوں کی اجتماعیت کا نقطۂ مرکزی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ باجود تھا۔ اور جب حضورؐ کا وصال ہوگیا تو حضرات خلفاءِ راشدین یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی اجتماعیت کے لئے نقطۂ مرکزی بنتے چلے گئے —— اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور وضاحت کے مطابق ہمارے اس زمانہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ جب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم کارنامہ انجام پانے والا ہے تو امام مہدی کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا سلسلہ بھی ایسے طور پر چلنے والا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک چلتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے عالمِ اسلام کے اتحاد کے اس واحد ذریعہ کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے۔ اس کے بغیر اور کوئی ذریعہ عالمِ اسلام کے اتحاد کا نہیں ہے۔ ہم نے واشگاف الفاظ میں مسلمانوں کے رُوحانی اور حقیقی اتحاد کی بُنیاد بیان کر دی ہے۔ اور اس کی تائید میں قرآنِ کریم اور احادیث کے شواہد مختصراً قلمبند کر دیئے ہیں۔ احمدیہ جماعت کی شاندار کامیابیاں دُنیا کے سامنے ہیں۔ جو خلافت ہی کے ساتھ وابستہ ہونے اور خلیفۂ برحق کی کامیاب قیادت کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہیں۔ اور اِن شَآءَ اللہُ العزیز حاصل ہوتی چلی جائیں گی ——!!

جماعتِ احمدیہ کو سیاسیات سے کچھ سروکار نہیں۔ اس کا مطمحِ نظر خالصۃً رُوحانی رنگ میں دین کی خدمت واشاعت ہے۔ برادرانِ اسلام —! ایک طرف آیتِ استخلاف میں مذکور خلیفۂ برحق کے عظیم القدر کاموں کو پیشِ نظر رکھیں اور دوسری طرف کھلے دل و دماغ کے ساتھ تخلی بالطبع ہو کر غور کریں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی سعادت بخشی اور پھر خلیفۂ وقت کی قیادت میں کس طرح اسلام کی تبلیغ واشاعت کے عظیم کام میں لگی ہوئی ہے۔ گزرے زمانوں میں برادرانِ اسلام نے اپنے طور پر خلافت کے احیاء کے لئے اپنی تمام تر کوششیں کر کے دیکھ لیں اور اس کے نتائج بھی اُن کے سامنے ہیں۔ اس کے بالمقابل حضرت امام مہدی کے خلفاء ہیں کہ اُن کو خدائے قدوس نے اس منصب پر فائز کیا تھا اس لئے ہر میدان میں اُن کی تائید ونصرت بھی فرمائی اور برابر فرماتا چلا آرہا ہے۔

آیتِ استخلاف میں مذکور خلیفۂ برحق کے عظیم القدر کاموں میں سے تمکینِ دین کا سب سے پہلا اور بڑا کام بھی امام مہدیؑ کے خلفاء کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دوسرے اس جماعت پر مخالفین کی طرف سے جب بھی خوف کے حالات پیدا کر دیئے گئے تو خلیفۂ برحق کی قیادت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے خوف کے حالات کو اَمن کے ساتھ بدل دینے کے سامان بھی خود ہی کر دیئے۔ ایسے وقتوں میں مومنوں کی جماعت کو خُدا کی عبودیتِ کاملہ کے اظہار کا بھی خوب خوب موقعہ ملا۔ اور اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کو دیکھ کر اُن کے ایمانوں میں جو تازگی اور پختگی پیدا ہوئی اس کی کیفیت وہی جانتے ہیں جو اس کوچہ سے آشنا ہیں ——!!

کاش! برادرانِ اسلام بھی ان باتوں پر کھلے دل ودماغ سے سوچیں اور عالمِ اسلام کے اتحاد کے لئے قرآن وحدیث میں جس واحد ذریعہ کی نشان دہی کی گئی ہے اُسے معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کریں بلکہ شکرِ نعمت کے طور پر ہمت کر کے اتحاد کی رسّی کو تھام لیں اور پھر اُن برکاتِ عظیمہ کے وارث بنیں جو خلافتِ حقہ کے ساتھ وابستہ ہیں —— وباللہ التوفیق ؎

درخواستِ دُعا

محترم محمد کریم اللہ صاحب فرزان مدراس نے اپنی دختر محترمہ بدر النساء بیگم صاحبہ کا سنیوگ سے [illegible] میں ایک [illegible] داخل کیا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: ملک صلاح الدین وکیل المال قادیان

جلسہ یومِ خلافت

جماعتیں ۲۷ ہجرت (مئی) بروز جمعرات یومِ خلافت کے جلسے منعقد کریں

۲۷ ہجرت (مئی) بروز جمعرات جماعتیں جلسہ یومِ خلافت منعقد کریں۔ اور خلافت بعد از نبوت۔ مقام خلافت۔ برکاتِ خلافت۔ خلافت کی اہمیت اور ضرورت۔ جماعت احمدیہ میں خلافت کے ثمرات سے تقاریر کرتے ہوئے احباب جماعت کو خلافت سے وابستہ و پیوستہ رہنے کی تلقین کریں اور دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تاقیامت اسلام و احمدیت میں خلافت قائم رکھے۔ جلسوں کی روئیداد نظارت دعوۃ و تبلیغ کو بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اُردو ادب کا مہکتا گلستان حصہ اوّل

جو مجموعہ مضامین مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں تالیف فرمایا ہے۔ قیمت سات روپیہ۔ ۲- تبلیغی اور تعلیمی وتربیتی اغراض کے پیش نظر عمدہ کاغذ پر جاذبِ نظر اور دیدہ زیب ڈیزائن میں حضور کے الہامات اور دُعائیہ قطعات باجازت مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ شائع کرائے گئے ہیں۔ قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے۔ ۳- حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے فوٹو کے علاوہ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ کے فوٹو بھی طبع کئے گئے ہیں۔ فی فوٹو قیمت ایک روپیہ۔ ۴- نیز سلسلہ کی ہر قسم کی کتب بھی ہم سے طلب فرمادیں۔ (ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا) ؎

قریشی عبد القادر اعوان۔ اعوان بک ڈپو قادیان (انڈیا)

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز تحفے

۱- سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔

۲- گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر، دُنیا بھر کی مساجدِ احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔

۳- عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط وکتابت کا پتہ:—

THE KERALA HORNS EMPORIUM,
TC. 38/1582 MANACAUD;
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE NO. 2351.
P.B. NO. 128.
CABLE:-
"CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت و تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے:

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
52, SECOND MAIN ROAD,
[illegible] T. COLONY,
MADRAS - 600004.

PHONE NO. 76360.

سب برکتیں خلافت میں ہیں

ارشاد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تا مرتے دم تک اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو۔ اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو
خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھو!!

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"اے میرے عزیز بھائیو! جو روحانی قرب تمہیں حاصل ہیں اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شئے نہیں۔ اسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا مقام ہے۔ نہ اس میں اپنی کوئی طاقت ہے نہ اس میں اپنا کوئی علم، پس اس شخص کو نہ دیکھو۔ اس کرسی کو دیکھو جس پر خدا اور اس کے رسول نے اس شخص کو بٹھا دیا ہے .... لیکن جو شخص خلافتِ راشدہ کے دامن کو چھوڑتا اور خلیفۂ وقت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس شخص پر خدا تعالیٰ اپنی حقارت کی نظر ڈالتا ہے۔ اور وہ اس کے غضب اور قہر کے نیچے آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کرے کہ ہم میں استثنائی طور پر بھی کوئی ایسا بدقسمت پیدا نہ ہو۔"

(ہفت روزہ بدر قادیان ۲۲ ہجرت (مئی) ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء)